Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ

القران الحکیم ۲:۲۵۸

وفا۔ظہور ۱۳۹۵ہش
جولائی۔ اگست ۲۰۱۶ء

Scenes from 2016 National Majlis-e-Shura, USA

مُناجات اور تبلیغِ حق

منتخب اشعار از منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مُہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ وار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی
سال ہے اب تیئسواں دعویٰ پہ از رُوئے شمار

تھا برس چالیس کا مَیں اس مسافر خانہ میں
جب کہ مَیں نے وحیٔ ربّانی سے پایا افتخار

اس قدر یہ زندگی کیا افتراء میں کٹ گئی
پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بِحار

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مُجھ کو نشاں
ہر عدُو پر حُجّتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار

نعمتیں وہ دیں میرے مولیٰ نے اپنے فضل سے
جن سے ہیں معنیٰ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ آشکار

پھر عجب یہ علم یہ تنقیدِ آثار و حدیث
دیکھ کر سَو سَو نشاں پھر کر رہے ہو تم فرار

بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
رُوحِ انصاف و خُدا ترسی کہ ہے دِیں کا مدار

کیا مجھے تم چھوڑتے ہو جاہِ دُنیا کے لئے
جاہِ دُنیا کب تلک دُنیا ہے خود نا پائیدار

کون دَر پردہ مُجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
کون ہے جو تُم کو ہر دَم کر رہا ہے شرمسار

تُم تو کہتے تھے کہ یہ نابُود ہو جائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار

بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مِری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم، ہو گیا مَیں کامگار

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

جولائی، اگست

۲۰۱۶

۔۔وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ ۔۔

(سورۃمحمد: 20)

اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر، نیز مومنوں اور مومنات کے لئے بھی۔

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ۔۔

(آلِ عمران: 160)

پس اُن سے درگزر کر اور اُن کے لئے بخشش کی دُعا کر۔

(700حکمِ خداوندی صفحہ 87)

نگران:

ڈاکٹر احسان اللہ ظفر امیر جماعت احمدیہ، یو ایس اے

ادارتی مشیر:

محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر

مدیر: سید ساجد احمد

معاون مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: publications@ahmadiyya.us

OR

Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

جلد ۶۷ شمارہ ۷، ۸ جلسہ سالانہ نمبر

فہرست

دونوں اردو اور انگریزی ہندسوں کے یکجا استعمال پر معذرت قبول فرمائیں

چار روحانی پرندے

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ؕ وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۝

(سورۃ البقرۃ:261)

تفسیر و ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ:

اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے ربّ مجھے بتا کہ تُو مُردے کس طرح زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ کیا تُو ایمان نہیں لاچکا؟ (ابراہیمؑ نے) کہا۔ کیوں نہیں (ایمان تو بیشک حاصل ہو چکا ہے) لیکن اپنے اطمینانِ قلب کی خاطر (مَیں نے یہ سوال کیا ہے) فرمایا۔ اچھا! تُو چار پرندے لے اور اُن کو اپنے ساتھ سِدھالے۔ پھر ہر ایک پہاڑ پر اُن میں سے ایک (ایک) حصّہ رکھ دے۔ پھر انہیں بُلا وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

یہ چار روحانی پرندے حضرت اسمٰعیلؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ علیہم السلام ہیں۔ ان میں سے دو کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے براہِ راست تربیت کی اور دو کی بالواسطہ پہاڑ پر رکھنے کے معنے بھی یہی تھے کہ ان کی نہایت اعلیٰ تربیت کر کیونکہ وہ بہت بڑے درجہ کے ہونگے۔ گویا پہاڑ پر رکھنے میں اُن کے رفیع الدرجات ہونے کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ بلندیوں کی چوٹیوں تک جا پہنچیں گے۔ اسی طرح چار پرندوں کو علیحدہ علیحدہ چار پہاڑوں پر رکھنے کے یہ معنے تھے کہ یہ احیاء چار علیحدہ علیحدہ وقتوں میں ہوگا۔ غرض اس طرح احیاء قومی کا وہ نقشہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا انہیں بتا دیا گیا۔ اسی طرح بعد کے زمانہ کے لئے بھی اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی چار ترقیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا تھا کہ آپ مُردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کیا تم کو میری طاقتوں پر ایمان نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ ایمان تو ہے وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ۔ یہ زبان کا ایمان ہے، مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کرتے ہیں مگر دل کہتا ہے کہ یہ طاقت میری اولاد کی نسبت بھی استعمال ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ نشان اپنے نفس میں بھی دیکھوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری قوم چار دفعہ مردہ ہوگی اور ہم اُسے چار دفعہ زندہ کریں گے۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں۔ اُن کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز بلند ہوئی اور یہ مُردہ زندہ ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کی آواز بلند ہوئی۔ اور یہ مُردہ زندہ ہوا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے ذریعہ وہی آواز بلند ہوئی اور اس مردہ قوم کو زندگی مل گئی۔ اور چوتھی بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ابراہیمی آواز پھیلی اور وہی مُردہ زندہ ہوا۔ چار دفعہ ابراہیمی نسل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آوازیں دیں اور چاروں دفعہ وہ دوڑ کر جمع ہو گئی۔

(تفسیر کبیر، جلد دوم صفحات 602-603)

اُمّتِ محمدیہ

احادیث مبارکہ

مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ

(جامع ترمذی کتاب الامثال)

میری اُمّت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکی ابتداء بہتر ہے یا انتہا۔

* * * * * * * * * * * *

أَبُوْبَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِيْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ۔

(جامع الصغیر و کنوز الحقائق حاشیہ جامعہ الصغیر کنز العمال)

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔

* * * * * * * * * * * *

قَالَ عَلِيٌّ اِنِّيْ لَمْ اَرَ زَمَانًا خَيْرَ الْعَامِلِ مِنْ زَمَانِكُمْ هٰذَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ زَمَانٌ مَعَ نَبِيٍّ۔

(مسند احمد)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے اس زمانہ سے بہتر زمانہ اچھے اثرات کے لحاظ سے مجھے نظر نہیں آتا
البتہ اگر کوئی نبی آئے تو اس کے زمانہ کی برکات کی اور بات ہے۔

* * * * * * * * * * * *

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔

(ابو داؤد کتاب الملاحم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدّد بھیجے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرے گا۔
یعنی امت میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہو گا اس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اس کے لئے قربانی کے جذبہ کو بڑھادے گا۔

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روحانی برکات کے حصول کے لئے سفر

مسلمانوں کو مختلف اغراض کے لئے سفر کرنے پڑتے ہیں کبھی سفر طلب علم ہی کے لئے ہوتا ہے اور کبھی سفر ایک رشتہ دار یا بھائی یا بہن یا بیوی کی ملاقات کے لئے یا مثلاً عورتوں کا سفر اپنے والدین کے ملنے کے لئے یا والدین کا اپنی لڑکیوں کی ملاقات کے لئے اور کبھی مرد اپنی شادی کے لئے اور کبھی تلاش معاش کے لئے اور کبھی پیغام رسانی کے طور پر اور کبھی زیارت صالحین کے لئے سفر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی کے ملنے کے لئے سفر کیا تھا اور کبھی سفر جہاد کے لئے بھی ہوتا ہے خواہ وہ جہاد تلوار سے ہو اور خواہ بطور مباحثہ کے اور کبھی سفر بہ نیت مباہلہ ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور کبھی سفر اپنے مرشد کے ملنے کے لئے جیسا کہ ہمیشہ اولیاء کبار جن میں سے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت معین الدین چشتی اور حضرت مجدد الف ثانی بھی ہیں اکثر اس غرض سے بھی سفر کرتے رہے جن کے سفر نامے اکثر ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اب تک پائے جاتے ہیں۔ اور کبھی سفر فتویٰ پوچھنے کے لئے بھی ہوتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے اس کا جواز بلکہ بعض صورتوں میں وجوب ثابت ہوتا ہے اور امام بخاری کے سفر طلب علم حدیث کے لئے مشہور ہیں شاید میاں رحیم بخش کو خبر نہیں ہوگی اور کبھی سفر عجائبات دنیا کے دیکھنے کے لئے بھی ہوتا ہے جس کی طرف آیت کریمہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ (الانعام:۱۲) اشارہ فرما رہی ہے اور کبھی سفر صادقین کی صحبت میں رہنے کی غرض سے جس کی طرف آیت کریمہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) ہدایت فرماتی ہے اور کبھی سفر عیادت کے لئے بلکہ اتباع خیار کے لئے بھی ہوتا ہے اور کبھی بیمار یا بیمار دار علاج کرانے کی غرض سے سفر کرتا ہے اور کبھی کسی مقدمہ عدالت یا تجارت وغیرہ کے لئے بھی سفر کیا جاتا ہے اور یہ تمام قسم سفر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے رو سے جائز ہیں بلکہ زیارت صالحین اور ملاقات اخوان اور طلب علم کے سفر کی نسبت احادیث صحیحہ میں بہت کچھ حث و ترغیب پائی جاتی ہے اگر اس وقت وہ تمام حدیثیں لکھی جائیں تو ایک کتاب بنتی ہے۔ ایسے فتویٰ لکھانے والے اور لکھنے والے یہ خیال نہیں کرتے کہ ان کو بھی تو اکثر اس قسم کے سفر پیش آجاتے ہیں۔

پس اگر بجز تین مسجدوں کے اور تمام سفر کرنے حرام ہیں تو چاہیئے کہ یہ لوگ اپنے تمام رشتے ناطے اور عزیز اقارب چھوڑ کر بیٹھ جائیں اور کبھی ان کی ملاقات یا ان کی غم خواری یا ان کی بیمار پرسی کے لئے بھی سفر نہ کریں۔ میں خیال نہیں کرتا کہ بجز ایسے آدمی کے جس کو تعصب اور جہالت نے اندھا کر دیا ہو وہ ان تمام سفروں کے جواز میں متامّل ہو سکے۔

صحیح بخاری کا صفحہ ۱۶ کھول کر دیکھو کہ سفر طلب علم کے لئے کس قدر بشارت دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ یعنے جو شخص طلب علم کے لئے سفر کرے اور کسی راہ پر چلے تو خدا تعالیٰ بہشت کی راہ اس پر آسان کر دیتا ہے۔ اب اے ظالم مولوی ذرا انصاف کر کہ تُو نے اپنے بھائی کا نام جو تیری طرح کلمہ گو اہل قبلہ اور اللہ رسول پر ایمان لاتا ہے مردود رکھا اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بکلی محروم قرار دیا اور اس صحیح حدیث بخاری کی بھی کچھ پروانہ کی کہ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ اور مردود ٹھہرانے کی اپنے فتویٰ میں وجہ یہ ٹھہرائی کہ ایسا اشتہار کیوں شائع کیا اور لوگوں کو جلسہ پر بلانے کے لئے کیوں دعوت کی۔ اے ناخدا ترس ذرا آنکھ کھول اور پڑھ کہ اس اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کا کیا مضمون ہے کیا اپنی جماعت کو طلب علم اور حل مشکلات دین اور ہمدردی اسلام اور برادرانہ ملاقات کے لئے بلایا ہے یا اس میں کسی اور میلہ تماشا اور راگ اور سرود کا ذکر ہے۔

اے اس زمانہ کے ننگ اسلام مولویو تم اللہ جلّ شانہٗ سے کیوں نہیں ڈرتے کیا ایک دن مرنا نہیں یا ہر یک مواخذہ تم کو معاف ہے حق بات کو سن کر اور اللہ اور رسول کے فرمودہ کو دیکھ کر تمہیں یہ خیال تو نہیں آتا کہ اب اپنی ضد سے باز آجائیں بلکہ مقدمہ باز لوگوں کی طرح یہ خیال آتا ہے کہ آؤ کسی طرح باتوں کو بنا کر اس کارد چھاپیں تا لوگ نہ کہیں کہ ہمارے مولوی صاحب کو کچھ جواب نہ آیا۔ اس قدر دلیری اور بددیانتی اور یہ بخل اور بغض کس عمر کے لئے۔ آپ کو فتویٰ لکھنے کے وقت وہ حدیثیں یاد نہ رہیں جن میں علم دین کے لئے اور اپنے شبہات دور کرنے کے لئے اور اپنے دینی بھائی اور عزیزوں کو ملنے کے لئے سفر کرنے کو موجب ثواب کثیر واجر عظیم قرار دیا ہے بلکہ زیارت صالحین کے لئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جلّ شانہٗ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لئے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوگئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو۔ میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔ اب اے کوتہ نظر مولوی ذرہ نظر کر کہ یہ حدیث کس بات کی ترغیب دیتی ہے۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ دھوکہ ہو کہ اس دینی جلسہ کے لئے ایک خاص تاریخ کیوں مقرر کی۔ ایسا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کب ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کو دیکھو کہ اہل بادیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسائل کے دریافت کرنے کے لئے اپنی فرصت کے وقتوں میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص مہینوں میں ان کے گروہ فرصت پا کر حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتے تھے اور صحیح بخاری میں ابی جمرہ سے روایت ہے۔ قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ... قَالُوا إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَلاَ نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلاَّ فِي شَهْرٍ حَرَامٍ۔ یعنے ایک گروہ قبیلہ عبد القیس کے پیغام لانے والوں کا جو اپنی قوم کی طرف سے آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم لوگ دور سے سفر کر کے آتے ہیں اور بجز حرام مہینوں کے ہم حاضر خدمت نہیں ہو سکتے اور ان کے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رَدّ نہیں کیا اور قبول کیا پس اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو لوگ طلب علم یا دینی ملاقات کے لئے کسی اپنے مقتدا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں وہ اپنی گنجائش فرصت کے لحاظ سے ایک تاریخ مقرر کر سکتے ہیں جس تاریخ میں وہ بآسانی اور بلا حرج حاضر ہو سکیں اور یہی صورت ۲۷ دسمبر کی تاریخ میں ملحوظ ہے کیونکہ وہ دن تعطیلوں کے ہوتے ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ بہ سہولت ان دنوں میں آسکتے ہیں۔

اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس دین میں کوئی حرج کی بات نہیں رکھی گئی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مثلاً کسی تدبیر یا انتظام سے ایک کام جو دراصل جائز اور روا ہے سہل اور آسان ہو سکتا ہے تو وہی تدبیر اختیار کر لو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان باتوں کا نام بدعت رکھنا ان اندھوں کا کام ہے جن کو نہ دین کی عقل دی گئی اور نہ دنیا کی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی دینی تعلیم کی مجلس پر تاریخ مقرر کرنے کے لئے ایک خاص باب منعقد کیا ہے جس کا یہ عنوان ہے مَنْ جَعَلَ لأَهْلِ الْعِلْمِ أَيَّامًا مَعْلُومَةً یعنے علم کے طالبوں کے افادہ کے لئے خاص دنوں کو مقرر کرنا بعض صحابہ کی سنت ہے۔ اس ثبوت کے لئے امام موصوف اپنی صحیح میں ابی وایل سے یہ روایت کرتے ہیں كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ یعنی عبد اللہ نے اپنے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ اور جمعرات میں ہی اس کے وعظ پر لوگ حاضر ہوتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن کریم میں تدبیر اور انتظام کے لئے ہمیں حکم فرمایا ہے اور ہمیں مامور کیا ہے کہ جو احسن تدبیر اور انتظام خدمت اسلام کے لئے ہم قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے مفید خیال کریں وہی بجالاویں جیسا کہ وہ عزّ اسمہٗ فرماتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال:61)۔ یعنے دینی دشمنوں کے لئے ہر یک قسم کی طیاری جو کر سکتے ہو کرو اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے جو قوت لگا سکتے ہو لگاؤ۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کے لئے کارگر ہوں سب بجالاؤ اور تمام قوت اپنے فکر کی اپنے بازو کی اپنی مالی طاقت کی اپنے حسن انتظام کی اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو۔ تا تم فتح پاؤ۔ اب نادان اور اندھے اور دشمن دین مولوی اس صرف قوّت اور حکمت عملی کا نام بدعت رکھتے ہیں۔ اس وقت کے یہ لوگ عالم کہلاتے ہیں جن کو قرآن کریم کی ہی خبر نہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحات 607-609)

خلاصہ جات خطبات جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

4/مارچ 2016ء

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قادیان کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا، دوستوں نے انہیں سمجھایا لیکن دونوں نے کہا نہیں ہم نے انگریزی عدالت میں جانا ہے، جب عدالت میں پیشی ہوتی تو وہ خود یا ان کا کوئی نمائندہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے آجاتا، حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ دونوں میرے مرید ہیں اور ان سے تعلق بھی ہے، کس کے لئے دعا کروں کہ وہ ہارے اور وہ جیتے، میں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ جو سچا ہے وہ جیت جائے، ایسی دعا کے لئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے بارش ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ہے جس سے ایک نہ ایک فریق کو نقصان پہنچے گا، کسی نہ کسی نے تو نقصان اٹھانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا طب کے تمام اصول قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں اور دنیا کے تمام امراض کا علاج قرآن کریم میں موجود ہے، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے مجھے اس طرح قرآن کریم پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو اور ممکن ہے میرا عرفان ابھی اس حد تک نہ پہنچا ہو مگر بہر حال جتنا بھی عرفان ہے اور اپنے بڑوں کا تجربہ ملا کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ قرآن کریم سے باہر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کے لئے بہت سے وسائل پیدا فرما دیئے ہیں۔ اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ہر احمدی کو ایم ٹی اے سننے کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کی غرض سے دوسروں کو جماعتی ویب سائٹ سے تعارف کروانا چاہئے۔ حضور کو بہت سے خط آتے ہیں کہ جب سے ہم نے ایم ٹی اے پر خطبات ہی باقاعدہ سننے شروع کئے ہیں، ہمارا جماعت سے تعلق مضبوط ہو رہا ہے اور ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہو رہی ہے۔ پس آج کل ایم ٹی اے اور جماعت کی ویب سائٹ الاسلام تبلیغ اور تربیت کا بہت اچھا ذریعہ ہیں۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عبادت کی، بڑی دعائیں کیں، ہمیں ہمارے مقصد نہیں حاصل ہو سکے، ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں، ان کو بھی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو جس حد تک جانا چاہئے وہاں تک نہیں پہنچے یا پھر منزل تو مقرر کر لی انہوں نے لیکن راستہ غلط لے لیا، اس پر ایک دعا کرنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ راستہ بھی صحیح ہو اور جتنی محنت چاہئے وہ بھی ضروری ہے، حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ کیمیا گر جب کامیاب رہتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی گویا وہ کیمیا بننے سے ناامید نہیں ہوتا بلکہ اپنی کوشش کا نقص قرار دیتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی تدبیر کو بھی نہیں چھوڑنا، تدبیر بھی دعا کے ساتھ ضروری ہے، تدبیر اور دعا مستقل مزاجی سے کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے، تدبیر کا دعا کے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے، حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ تدبیر کا دعا کے ساتھ نہ ہونا بالکل غلط چیز ہے اور ایسے شخص کی دعا اس کے منہ پر ماری جاتی ہے جو صرف دعا کرتا ہو اور تدبیر نہ کرتا ہو، جو تدبیر اور دعا کو ساتھ نہیں رکھتا اس کی دعا نہیں سنی جاتی کیونکہ دعا کے ساتھ تدبیر کا نہ کرنا خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا اور اس کا امتحان لینا ہے اور خدا تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ بندے اس کا امتحان لیں۔ محترم قمر ضیاء صاحب شہید کی شیخوپورہ پاکستان میں شہادت۔

11/مارچ 2016ء

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ اس لئے نہیں کہ اس میں کوئی طاقت ہے ہمیشہ رہنے کی بلکہ اس لئے کہ انسان کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ آزاد ہے، اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں گے، شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آ کے لڑ رہا ہے بلکہ مختلف حیلوں بہانوں سے، مکر و فریب سے، دنیاوی لالچوں کے ذریعے سے انسان کی اناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ خدا تعالیٰ نے ہمیں شیطان کے حملوں اور اس کے حیلوں اور مکروں سے ہوشیار کیا، تلاوت کی گئی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے، اس نے جب خدا تعالیٰ کو کہا کہ میں اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کروں گا تو پھر اس نے بڑی مستقل مزاجی سے یہ حملے کرنے تھے اور کرتا ہے، حتّٰی کہ شیطان یہ بھی کہتا ہے کہ میں صراط مستقیم پر بیٹھ

کر انسان پر حملے کروں گا، اب ایک شخص سمجھتا ہے کہ میں صراط مستقیم پر چل رہا ہوں تو میں شیطان کے حملے سے بچ گیا ہوں تو یہ خیال ایسے شخص کی غلط فہمی ہے، جن پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور وہ ضالین بنے، پہلے وہ بھی صراط مستقیم پر چلنے والے تھے۔ بعض لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بنایا کیوں، پہلے دن اس کی بیبا کی پر اس کو سزا دے کر ختم کیوں نہ کر دیا، حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: یہ بات ہر ایک کو ماننی پڑتی ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب موجود ہیں، ایک جاذب خیر ہے جو نیکی کی طرف اسے کھینچتا ہے اور دوسرا جاذبِ شر ہے جو بدی کی طرف کھینچتا ہے، بسا اوقات انسان کے دل میں بدی کے خیال پڑتے ہیں اور وہ ایسا بدی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا اس کو کوئی بدی کی طرف کھینچ رہا ہے اور پھر بعض اوقات نیکی کے خیالات اس کے دل میں پڑتے ہیں اور وہ ایسا نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا اس کو کوئی کھینچ رہا ہے۔ مخفی گناہوں سے بچنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں، جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر میں بندے کا ہی ہوتا ہے، مصیبتوں میں گرفتار ہونے کے بعد کہنا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مصیبت آگئی غلط ہے، قصور بہر حال بندے کا ہی ہوتا ہے، بعض لوگ تو بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ سچا مسلمان وہ ہے اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے، صحابہ کرامؓ نے اس مضمون کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا، جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا، آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو اپنانے میں ڈوبے ہوئے تھے، پس یاد رکھو اس زمانے میں بھی محویت کے بغیر اطاعت میں وہ گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرامؓ میں پیدا ہوئی تھی۔

18/مارچ 2016ء

ماں باپ بعض اوقات بچوں کو غلط کام کرنے پر بے انتہا سختی کرتے ہیں اور بعض لوگ بچوں کی غلطیوں پر اتنی زیادہ صرف نظر کرتے ہیں کہ بچے کی نظر میں اچھے اور برے کی تمیز مٹ جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں بچے کی تربیت پر برا اثر ڈالتی ہیں، زیادہ سختی اور بات بات پر بلاوجہ بغیر دلیل کے روکنا ٹوکنا بچوں کو باغی بنا دیتا ہے اور پھر وہ ایک عمر کے بعد جائز بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے، اسی طرح بچے کی ہر معاملے میں ناجائز طرف داری بھی بچوں کی تربیت پر برا اثر ڈالتی ہے، خاص طور پر ایسے بچے جو بچپن سے نکل کر جوانی میں قدم رکھ رہے ہوں، انکو والدین اور خاص طور پر باپوں کے رویے خراب کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا: پس ان لوگوں پر واضح ہو جانا چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے پر پروگراموں میں میوزک آ جائے تو کوئی حرج نہیں یا وائس آف اسلام ریڈیو جو شروع ہوا ہے اس پر بھی آ جائے تو کوئی حرج نہیں، ان باتوں اور بدعات کو ختم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ آئے تھے ہمیں اپنی سوچوں کو اس طرح ڈھالنا ہوگا جو آپؑ کا مقصد تھا، نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں لیکن ان کا غلط استعمال انہیں غلط بنا دیتا ہے، بعض لوگ یہ تجویز بھی دیتے ہیں کہ ڈرامے کے رنگ میں تبلیغی یا تربیتی پروگرام بنائے جائیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ غلط پروگراموں سے سو قسم کی بدعات خود بخود داخل ہو جائیں گی۔ خطبہ الہامیہ کے دوران حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو جس طرح دیکھا اسے بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں: آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپؑ عربی میں عید کا خطبہ پڑھیں، آپؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا جائے گا، آپؑ نے اس سے پہلے کبھی عربی میں تقریر نہ کی تھی لیکن جب تقریر کرنے کے لئے آئے اور تقریر شروع کی تو مجھے خوب یاد ہے گو میں چھوٹی عمر میں ہونے کی وجہ سے عربی نہ سمجھ سکتا تھا مگر آپؑ کی ایسی خوبصورت اور نورانی حالت بنی ہوئی تھی کہ میں اول سے آخر تک برابر تقریر سنتا رہا حالانکہ ایک لفظ بھی سمجھ نہ سکتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی، تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے، تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ایک وقت میں وہابی

فرقہ کا یہ فتویٰ تھا کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز ہوسکتی ہے لیکن حنفیوں کے نزدیک ہندوستان میں جمعہ کی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جمعہ پڑھنا اس وقت جائز ہوتا ہے جب مسلمان سلطان ہو، بادشاہ مسلمان ہو، جمعہ پڑھانے والا مسلمان قاضی ہو اور جہاں جمعہ پڑھا جائے وہ شہر ہو، ہندوستان میں انگریزی حکومت کی وجہ سے نہ مسلمان سلطان رہا تھا نہ قاضی اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے، ادھر وہ قرآن کریم میں لکھا ہوا پاتے تھے کہ جب تمہیں جمعہ کے لئے بلایا جائے تو تمام کام چھوڑ کر جمعہ کے لئے چل پڑو اس لئے ان کے دلوں میں اطمینان نہ تھا۔ عبدالنور جبی صاحب کی ملک شام میں وفات۔

25/مارچ2016ء

مارچ 23 کا دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے جو آنحضرت ﷺ سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور کا آغاز ہوا، اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو مسیح موعودؑ اور مہدی موعودؑ کے اعلان کرنے کی اجازت دی، جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔ پس ہمارا سب سے بڑا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں، دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعودؑ کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے، اور اب دنیا کو امت واحدہ بنانے کے لئے آنحضرت ﷺ کا یہ غلام صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا ہے، آپؑ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہوگا، روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہونگے، اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہوگا، دنیا کو دکھانا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا: یہ اسلام کے نام پر جو حملے ہوتے ہیں یہ اسلام کی حمایت نہیں ہیں بلکہ بدنامی کا ذریعہ ہیں اور معصوموں کا قتل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بن رہے ہیں، گزشتہ دنوں میں جو بیلجیئم میں معصوموں کا قتل ہوا، یہ دہشت گردی جو ہوئی ہے اس سے درجنوں معصوم قتل ہوئے ہیں اور سینکڑوں زخمی بھی ہوئے ہیں، یہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہوسکتے، اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ و جدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ صلیب سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے زندہ بچ جانے کا بھی قرآن کریم میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پہ اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہوگیا کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے مگر اس چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تاکہ میں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہیں ان کو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا: گزشتہ دنوں 23 مارچ کے حوالہ سے بعض لوگ ایک دوسرے کو میسجز کے ذریعے سے فون پر مبارکباد دے رہے تھے، اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو مانا اور اس بات پر شکر ادا کیا کہ آپؑ کو ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہوگئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکباد دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا اور اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔ محمودہ سعدی صاحبہ کی وفات، نورالدین چراغ صاحب کی وفات، سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی وفات۔

یکم/اپریل2016ء

ہم احمدی یقیناً ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں، ان بدقسمتوں میں نہیں جن کو باوجود حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ میسر آنے کے بیعت کرنے کی توفیق نہیں ملی بلکہ بعض ایسے بدقسمت بھی ہیں جو مخالفت میں بھی بڑھے ہوئے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی راہنمائی سے محروم ہو کر بھٹکے ہوئے اور بکھرے ہوئے ہیں، پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا

بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہماری سیدھے راستے کی طرف راہنمائی فرمائی۔ آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں، سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں، عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بےچینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اگر حکومت انصاف پر مبنی نظام چلا رہی ہو تو شیطانی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں یا بیرونی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں انہیں بھی موقع نہ ملے، اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک، پاکستان کو خاص طور پر ان کی حکومتوں کو عقل دے کہ وہ اپنی رعایا کے حق ادا کرنے والے ہوں، اسی طرح ہر احمدی کو بھی دعا کے ساتھ ساتھ اگر کہیں زبردستی شامل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو مجبوری میں ایسی حرکت کوئی نہ کرے جو جائیدادوں اور حکومتی اموال کو نقصان پہنچانے والی ہو۔ اسلام میں عورت کے لئے شادی کے وقت حق مہر رکھا گیا ہے اس لئے اس کی ادائیگی ہونی چاہئے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے، حق مہر کا مقصد یہ ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو عورت کے پاس ہو کہ اگر اس کے اوپر کوئی خاص خرچ آپڑے جس کا وہ خاوند سے مطالبہ کرتے ہوئے ہچکچائے اور شرم محسوس کرے تو اس میں سے وہ خرچ کر سکتی ہے یا بعض وقت ایسی ضرورت پیش آجاتی ہے جو موقع پر خاوند بھی پوری نہیں کر سکتا، عورت کی ضرورت کچھ بھی ہو سکتی ہے مثلاً کسی رشتہ دار کی مدد کرنا، ایسی رقم جو اس کی اپنی ضروریات، ہنگامی ضروریات اور اپنی مرضی کے خرچ کے لئے پوری کر سکے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو

ایک شخص نے لکھا کہ دعا کریں کہ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے، آپؑ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے لیکن نکاح کی کوئی شرط نہیں ہے خواہ نکاح ہو جائے خواہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے، آپؑ نے دعا فرمائی اور چند دن بعد اس نے لکھا میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہو گئی ہے، اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں مجھے بھی ایک شخص نے ایسا لکھا تھا اور میں نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی سنت میں اسے یہی جواب دیا تھا اور اس نے بعد میں مجھے اطلاع دی کہ اس کے دل سے اس کا خیال جاتا رہا پس اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں مدد کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا: کچھ عرصہ ہوا ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس آیا کہ میں نے بہت دعائیں کیں ہیں لیکن میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں، کیا وجہ ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ میرے حکموں پر چلو تو کیا تم خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر چلتے ہو؟ وہ کہنے لگا نہیں، تو پھر پہلے اپنی حالتوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کس حد تک عمل کر رہے ہیں اور پھر خیال کرتے ہیں کہ ظاہری طور پر دعا قبول نہیں ہوئی، ایمان تو حضرت ابراہیمؑ والا چاہئے کہ اپنی کمزوری کو اپنی طرف منسوب کریں اور کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ اسد الاسلام شاہ صاحب ابن سید نعیم شاہ صاحب آف گلاسگو کی وفات۔

8/اپریل 2016ء

خوابوں کو بنیاد بنانا کسی بات کے متعلق چاہے وہ نیکی کی بات ہی کیوں نہ ہو اور اپنے آپ کو ایسی تکلیف میں ڈالنا جس کی طاقت نہ ہو نہ صرف غلط ہے بلکہ غیر صالح عمل ہے اور بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے، ہاں جن کو خدا تعالیٰ نے مامور من اللہ کے طور پر کھڑا کرنا ہو، ان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا سلوک مختلف ہوتا ہے، ان کا کسی عام فرد سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، اس واقعہ سے شاید کسی کو بھی یہ بھی خیال ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے چھ ماہ کے متواتر روزے رکھے تھے تو اس کے متعلق ایک تو یہ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خود نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ایک یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپؑ نے ایک جماعت بنا کر فساد پیدا کر دیا اور مسلمانوں میں بقول آپ کے 73واں فرقہ بنا دیا، ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تفرقے کم کئے جاتے، الٹا ایک زائد فرقہ بنا کر

مزید تفرقہ ڈال دیا، یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ انبیاء کی بعثت کے وقت یہ باتیں کہی جاتی ہیں، آنحضرت ﷺ پر بھی یہی الزام مکہ والے لگاتے تھے کہ بھائی بھائی کو آپس میں جدا کر دیا، ہم میں تفرقہ پیدا کر دیا اور دشمنیاں ڈال دیں حالانکہ فساد کی حالت تو ان میں پہلے سے تھی اور یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا ہے، نبی تو اللہ تعالیٰ اس لئے بھیجتا ہے کہ فساد کی حالت کو دور کرے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر یہ لوگ وحدت میں آجائیں، پس جو ایمان لاتے ہیں وہ امن میں آجاتے اور فسادوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ غیروں میں بیٹیاں بیاہنے کے کچھ عرصے بعد ہی لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جاتا ہے، ابھی بھی کئی لوگ لکھتے ہیں کہ ہم ان کئے گئے فیصلوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں، دین سے بھی دُوری ہو گئی ہے اور بعض سسرال والوں نے تو ماں باپ اور رشتہ داروں سے ملنے پر بھی پابندی لگا دی ہے،

لیکن وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی انا میں آکر بعض دفعہ اچھے بھلے احمدی رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی راضی ہوتی ہیں اور لڑکے بھی راضی ہوتے ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ بعض جگہ میں نے بھی کہا کہ رشتہ کر لو لیکن انا کی وجہ سے انکار کر دیا۔ بیاہ شادی کے بارہ میں ایک یہ مسئلہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتہ میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت ﷺ نے لڑکی کی پسند کو قائم فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو لیکن اسلام اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے اور واقعہ میں آپؑ اسی کی طرف سے ہیں تو اسلام کی شریعت یہی کہتی ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر سوائے ان مستثنیات کے جہاں استثناء خود شریعت نے رکھا ہے کوئی نکاح جائز نہیں اور اگر ہو گا تو ناجائز ہو گا۔ ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعودؓ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ذکر الٰہی کے لئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اس سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے لا کر غور کیا جائے اور ان صفات کے ذریعے سے ذاتی تعلق بڑھایا جائے، اللہ تعالیٰ کی محبت کا صحیح ادراک تبھی حاصل ہوتا ہے اور یہ عام قانون قدرت ہے کہ ظاہری تعلق محبت پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ یا تو جس سے محبت کی جاتی ہے یا اس کی قربت ہو یا اس کی کوئی تصویر سامنے ہو، اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔ سکینہ ناہید صاحبہ کی وفات، شوکت غنی صاحب شہید کی شہادت۔

15 / اپریل 2016ء

عبادت کی غرض کس طرح پوری ہوتی ہے؟ اس کے لئے اسلام نے ہمیں پانچ وقت کی نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے، پس اس مغز کو حاصل کر کے ہی ہم عبادت کا مقصد پورا کر سکتے ہیں، ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہمیں عبادتوں کے صحیح طریق سکھائے، ہمیں حکمت سکھائی، اس لئے ہمارے لئے عبادت کرنی بھی ضروری ہے، بار بار متعدد موقعوں پر اپنی جماعت کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے، اس کی تفصیلات بتائیں، اس کی حکمت اور ضرورت بتائی ہے تا کہ ہم نمازوں کی اہمیت کو سمجھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے، اب اس میں زبردستی نہیں بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی، فرمایا خدا تعالیٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس کے لئے ایک تعلق مرد عورت میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک حظّ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا، اسی طرح خوب سمجھ لو کہ عبادات میں کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں، اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں سے بالاتر اور بلند ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے یعنی ایسی کیفیت پیدا ہو جو نماز کی حالت ہونی چاہئے اور دوسری یہ بھی احساس ہو کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے، بعض دفعہ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے، ایسا ہی صلوٰۃ میں منشاء الٰہی کی تصویر ہے، نماز کی جو حالتیں ہیں ان میں اللہ تعالیٰ انسان سے کیا چاہتا ہے اس کا تصویری نمونہ قائم کیا گیا ہے، فرمایا جیسا کہ نماز میں زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے، ایسا ہی اعضاء سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے، جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تسبیح و تحمید کرتا ہے، اس کا نام قیام رکھا۔ ترک نماز کی عادت اور کسل کی وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح کی طاقتیں اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ایک طرف کر دی جاویں اور وہ اس طرف جھک کر پرورش پالیں، ادھر ہی جھکتا ہے، خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے، فرمایا کہ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں اسی طرح دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے، پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا، اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی، نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا، مدار اسی پر ہے کہ جب تک برے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں، انانیت اور دشمنی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے، خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا، فرمایا عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہے، آپؑ نے فرمایا میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ

رحمت اللہ صاحب کی وفات۔

۲۲/اپریل ۲۰۱۶ء

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے میں نے خود سنا ہے بعض دفعہ جب آپؑ سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھا جاتا تو چونکہ یہ مسائل انہی لوگوں کو یاد ہوتے ہیں جو کسی کام میں لگے رہتے ہیں تو بسا اوقات آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جاؤ مولوی نورالدین صاحبؓ سے پوچھ لو یا مولوی عبدالکریم مرحومؓ کا نام لیتے یا کسی اور مولوی صاحب کا نام لے لیتے اور بعض دفعہ آپ دیکھتے کہ مسئلہ کا حل کسی ایسے امر سے متعلق ہے جہاں بحیثیت مامور آپؑ کے لئے دنیا کی راہنمائی کرنا ضروری ہے تو آپؑ خود وہ مسئلہ بتا دیتے مگر جب کسی مسئلہ کا جدید اصلاح سے تعلق نہ ہوتا تو آپؑ فرما دیتے فلاں مولوی صاحب سے پوچھ لیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا: گزشتہ دنوں حضور لیسیسٹر میں ایک مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے، وہاں صرف تھوڑی دیر کے لئے جانا تھا اس لئے حضور نے عشاء کی نماز پوری پڑھائی، اس پر بعض لوگوں کو سوال پیدا ہوا کہ نماز قصر نہیں کروائی گئی، اس وقت حضور کے ذہن میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہی ارشاد تھا کہ سفر کی نیت سے گٹھری اٹھا کر جو سفر کیا جاتا ہے وہ سفر ہے اور وہ چونکہ اس قسم کا سفر نہیں تھا اور حضور نے تھوڑی دیر بعد واپس آجانا تھا اس لئے نماز قصر نہیں کی تھی۔ اور پھر انما الاعمال بالنیات کو بھی سامنے رکھیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے سوال کیا گیا ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت بعض دوستوں میں اختلاف ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ ہے کہ اگر نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی پچھلی اور درمیان کی سنتیں معاف ہوتی ہیں، اس میں شک نہیں کہ جب نماز ظہر اور عصر جمع ہو تو پہلی اور درمیان کی سنتیں معاف ہوتی ہیں یا اگر نماز مغرب اور عشاء جمع ہو تو درمیان کی اور آخری سنتیں معاف ہو جائیں گی، لیکن اختلاف یہ ہے کہ میں نے سفر میں جمعہ اور عصر کی نماز قصر کر کے پڑھائیں اور پہلے کی سنتیں بھی پڑھیں، یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ساری جماعت کو آتش بازی کرنے کا حکم نہیں دیا، اگر بچے کبھی کبھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں اور اس نیت سے بھی کئے جائیں کہ فضا بھی صاف ہو گی تو دونوں چیزیں مل جاتی ہیں، بچے اگر تھوڑی سی تفریح کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے، ان کے جذبات کو بالکل دبایا نہ جائے، بچوں میں یہ احساس بھی رہے کہ ان کی کھیل کود کی جو عمر ہے اس میں اسلام ان کے جائز مطالبات کو رد نہیں کرتا، مثلاً چراغاں ہے، آتش بازی ہے، جہاں انہیں ملک کی مجموعی خوشی میں شامل کرتی ہے، اس سے ملک سے ایک تعلق کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت علماء کی طرف سے ان کی جہالت اور ذاتی مفادات کے لئے تھی لیکن لوگوں کو وہ مذہب کے نام پر اکسا کر اپنے مقصد پورے کر رہے تھے، حالانکہ جس بات کو مخالفت کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا یا بنایا جاتا ہے، حضرت مسیح موعودؑ آئے ہی اس بات کو قائم کرنے کے لئے تھے، یعنی اسلام کی حقیقی تعلیم بتانا اور آنحضرت ﷺ کے مقامِ ختمِ نبوت کو قائم کرنا، آپؑ تو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق تھے اور غلام صادق تھے، آپؑ تو آئے ہی اس لئے تھے کہ دنیا کو بتائیں کہ اب دنیا کی نجات اس آخری نبی اور خاتم الانبیاء ﷺ کے ذریعہ سے ہی ہے۔ امتہ الحفیظ رحمان صاحبہ کی وفات۔

۲۹/اپریل ۲۰۱۶ء

بہرحال ختمِ نبوت کو بنیاد بنا کر دوسرے مسلمان ہمیشہ سے احمدیوں کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور وقتاً فوقتاً کسی بات پر اس میں زیادہ ابال آجاتا ہے یا نام نہاد علماء اور تنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں بھڑکانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں جو گلاسگو میں ایک احمدی کی شہادت ہوئی تھی، اس وجہ سے اس معاملے کو مخالفین نے اپنی جان بچانے کے لئے مذہبی جذبات کا مسئلہ بنانے کی کوشش کی لیکن پھر حکومت کے مثبت رویے اور پریس کی بے انتہا دلچسپی کی وجہ سے ظاہری طور پر معذرت خواہانہ رویہ بھی اختیار کر لیا لیکن ساتھ ہی اس بات کا ہٹ دھرمی سے اظہار کیا کہ احمدی مسلمان نہیں۔

دنیا کے مختلف ممالک میں یہ ابال وقتاً فوقتاً اٹھتے رہتے ہیں اور اب چونکہ میڈیا اور سفر کے تیز وسائل اور سہولتوں کی وجہ سے مخالفین اور مخالفتیں دونوں ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں، اس لئے دنیا کا کوئی ملک ان فساد پھیلانے والے نام نہاد مسلمانوں سے محفوظ نہیں۔ افریقہ میں بھی بعض جگہ پہنچ جاتے ہیں اور جہاں کبھی یہ لوگ پہنچے نہیں تھے اور وہ لوگ لا مذہب تھے یا عیسائی تھے وہاں جب احمدیوں نے جماعتیں قائم کیں اور مسجدیں بنائیں تو وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں کہ یہ

مسلمان نہیں۔

یورپ میں بھی جس طرح کی تعلیم یہ اپنے گھروں میں اور مسجدوں اور مدرسوں میں دے رہے ہیں، ان کے بچوں کے ذہن زہر آلود ہو رہے ہیں۔

یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشاء قرار دیا جائے کہ منہ سے ہی خاتم النبیّین مانو اور کرتوت وہی کرو جو تم خود پسند کرتے ہو اور اپنی الگ شریعت بنالو، جیسا کہ بعض مسلمان فرقوں نے بغدادی صلوٰۃ اور معکوس صلوٰۃ ایجاد کی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ کیا قرآن شریف یا آنحضرت ﷺ کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتہ لگتا ہے؟، کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے، اب خود ہی فیصلہ کرو کہ ان باتوں کو مان کر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔

ایک دفعہ ایک عبدالحق نامی شخص جو پہلے مسلمان تھے لیکن پھر عیسائی ہوگئے، علمی تحقیق کیلئے قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاس ٹھہرے۔ مختلف ملاقاتوں میں آپؑ ان کو مسائل بیان فرماتے تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ ایک عیسائی کے سامنے آپؑ کا نام لیا تو اس نے آپؑ کو گالی دی، کہنے لگا کہ مجھے یہ بہت ناگوار گزرا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: گالیاں دیتے ہیں اس کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے، بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جن کا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں۔

پس یہ چند باتیں ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بیان فرمائی ہیں، یہ اس عظیم ذخیرے سے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے صحیح اسلامی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے مطابق رکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ نے ہی آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور قرآنی تعلیم کو اپنانے اور اپنے اوپر لاگو کرنے کا حق ادا کیا ہے، ختم نبوت کا صرف نعرہ نہیں لگایا بلکہ آپؑ کا ہر قول و فعل اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں تھا اور اسی تعلیم اور اسی شریعت کو ہی قائم کرنے کی آپؑ کو تڑپ تھی۔

خلفائے احمدیت کے خطبات کا متن الفضل انٹرنیشنل لندن، الفضل ربوہ اور بدر قادیان کے علاوہ الاسلام ڈاٹ آرگ (alislam.org) پر بھی مہیا ہے۔ الاسلام ڈاٹ آرگ پر ان کے ترجمے اور خلاصے دنیا کی مختلف زبانوں میں تحریری، صوتی اور وڈیو کی صورت میں مہیا کئے گئے ہیں۔

موصیان متوجہ ہوں

تمام موصیان سے گذارش ہے کہ مالی سال 16-2015 کے چندہ حصہ آمد پر مبنی جدول ج (Schedule C Form) جلد مکمل کر کے اپنے مقامی سیکرٹری وصایا کے حوالے کر دیں۔ قبل ازیں گذشتہ اگست میں تمام موصیان کی Finanical Statements مقامی سیکرٹریان وصایا کو اس ہدایت کے ساتھ بھجوا دی گئی تھیں کہ ہر موصی کو فوری طور پر ان کی Statement مع فارم پہنچا دیں۔ تاہم اگر آپ کو اب تک اپنی Statement موصول نہیں ہوئی تو فوری طور پر اپنے مقامی وصایا سیکرٹری (یا صدر جماعت) سے رابطہ کریں۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ جدول ج (Schedule C Form) ہر سال مرکز کو بھجوانا موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں صدر انجمن احمدیہ کا نافذالعمل قاعدہ حسب ذیل ہے۔ ہر موصی کے لئے لازم ہو گا کہ وہ سالانہ اصل آمد حسب نمونہ جدول ج پُر کر کے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن کو اختیار ہو گا کہ وہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایا دار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب کارروائی کرے جو منسوخی وصیت بھی ہو سکتی ہے۔ (قاعدہ نمبر 68)۔ نیشنل سیکرٹری وصایا، جماعت احمدیہ امریکہ

اعلانات

براہ کرم اپنے مضامین مائکروسافٹ ورڈ یا ان پیج میں ٹائپ فرما کر بذریعہ ای میل بھجیں، صرف پی ڈی ایف نہ بھجیں۔ ٹائپ نہ کئے گئے یا صرف پی ڈی ایف میں بھیجے گئے یا ہاتھ سے لکھے ہوئے مضامین کے ٹائپ کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی تعداد میں رضاکار مہیا نہیں ہیں۔ مضمون پر نام کے ساتھ شہر اور ریاست کا نام بھی لکھیں۔ ای میل میں اپنا فون نمبر درج فرمائیں تا کہ ضرورت پڑنے پر آپ سے رابطہ کیا جا سکے۔ آپ اپنے مضمون کے ساتھ اپنا مختصر تعارف اور مضمون سے متعلقہ تصویریں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اصلاح یا مناسب کانٹ چھانٹ مدیران کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چھپنے سے پہلے اپنا مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے سے مطلع فرمائیں۔ اگر حوالے میں صفحہ نمبر دیں تو پھر سن طباعت اور مقام طباعت بھی درج فرمائیں کیونکہ کتب کی کثرتِ اشاعت کی وجہ سے کتب کے مختلف ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

جلسہ سالانہ کی تاریخ سے چند دلچسپ واقعات

جستہ جستہ

امتہ الباری ناصر

جلسہ سالانہ پر مہمانوں کے لیے سرمائی بستروں کی کمی تھی۔ نبی بخش نمبر دار نے حضرت اقدسؑ سے بستر منگوا کر مہمانوں کو دیئے۔ ان بستروں میں حضرت اقدسؑ کا بستر بھی چلا گیا۔ حضور کے لیے ایک اور بستر منگوایا گیا۔ حضورؑ نے فرمایا یہ کسی دوست کو دے دو۔ میرا کیا ہے مجھے تو اکثر رات کو نیند نہیں آتی۔ سردی کی وہ رات حضور نے اس طرح گزاری کہ ایک صاحبزادہ پر، جو غالباً حضرت مصلح موعودؓ تھے، ایک شتری چوغہ اڑھایا ہوا تھا، اور خود حضور بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور اس طرح وہ رات گزر گئی۔

(مضامین مظہر صفحہ 9)

آپ مسکرا رہے تھے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ایک دن آپ (حضرت مسیح موعود۔ ناقل) نے ہماری والدہ سے فرمایا کہ اب تو روپیہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی میرا خیال ہے کہ کسی سے قرض لے لیا جائے کیونکہ اب اخراجات کے لیے کوئی روپیہ پاس نہیں رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے جب واپس آئے تو اس وقت مسکرا رہے تھے واپس آنے کے بعد پہلے آپ کمرہ میں تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلے اور والدہ سے فرمایا کہ انسان باوجود خدا تعالیٰ کے متواتر نشان دیکھنے کے بعد بعض دفعہ بد ظنی سے کام لیتا ہے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ لنگر کے لیے روپیہ نہیں اب کہیں سے قرض لینا پڑے گا مگر جب میں نماز کے لیے گیا تو ایک شخص نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ آگے بڑھا اور اُس نے ایک پوٹلی میرے ہاتھ میں دے دی میں اس کی حالت کو دیکھ کر سمجھا کہ اس میں کچھ پیسے ہوں گے مگر جب گھر آ کر اُسے کھولا تو اس میں سے کوئی سو روپیہ نکل آیا۔" (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 341)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد روایت کرتے ہیں کہ "والدہ صاحبہ نے فرمایا شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں پکا لیتے تھے مگر حضرت صاحب کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لیے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے۔" (سیرۃ حضرت اماں جانؓ صفحہ 676)

جن کا خیال و گمان نہ تھا

"ایک دفعہ مارچ 1905ء کے مہینے میں بوجہ قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقّت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ 5مارچ1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہو گا۔ اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا تب میری آنکھ کُھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا۔"

(روحانی خزائن، جلد نمبر 22، حقیقۃ الوحی صفحہ 346)

جماعت کی ترقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1907ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر باہر سیر کے لیے تشریف لے گئے تو جلسہ پر آنے والے مہمان بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ رستہ میں لوگوں کے پاؤں کی ٹھوکریں لگنے کی وجہ سے آپ کی جوتی بار بار اُتر جاتی اور کوئی مخلص آگے بڑھ کر آپ کو جوتی پہنا دیتا جب بار بار ایسا ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا

معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری زندگی ختم ہونے کے قریب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جو ترقی مقدر کی ہے وہ اُس نے ہمیں دکھا دی ہے۔ (افتتاحی خطاب حضرت مصلح موعودؓ برموقع جلسہ سالانہ مطبوعہ الفضل 8دسمبر1958)

بنفسِ نفیس

"میری آنکھ نے پھر ایک حیرت افزاء چیز دیکھی جو کانوں کے ذریعے پیش ہوئی تھی۔ حضرت اماں جانؓ بہ نفسِ نفیس لنگر خانہ میں تشریف لے جاتی ہیں اور وہاں کے انتظامات کو دیکھتی ہیں اور اپنی تسلّی کرتی ہیں پھر اپنے ذاتی اخراجات سے ایک پلاؤ کی دیگ مہمان خواتین کے لیے تیار کرواتی ہیں۔ سوال پلاؤ کی ایک دیگ کا نہیں اکرامِ ضیف کے اس وصف کا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت کے ساتھ آپ کو ملا۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کے متعلق حضرت اماں جانؓ کی سیرۃ کا باب بہت وسیع اور اس کی شاندار مثالیں بے شمار ہیں۔۔۔ پھر یہی نہیں آپ اسٹیشن پر تشریف لے جاتی ہیں اور اپنی موٹر کو اس وقت مہمان عورتوں کو شہر لے جانے کے لیے پیش کر دیتی ہیں اور خود اسٹیشن پر کھڑی رہتی ہیں۔" (نوٹ: از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ الحکم 14جنوری1934ء)

جو دوڑ رہے ہیں

"ایک دفعہ قادیان جلسے کے موقع پر گیا ہوا تھا۔ آپؓ (حضرت مصلح موعود۔ ناقل) جلسہ گاہ سے آکر نماز مغرب وعشاء مسجد مبارک میں پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا آج میں جلسہ گاہ میں جانے کے لیے موٹر میں سوار ہو کر سڑک کے راستے جارہا تھا اور لوگ مولوی شیر علی صاحب کے مکان اور شفا خانہ نور کے پاس پگڈنڈی کے راستے جارہے تھے میری موٹر کی آواز سُن کر پگڈنڈی پر جانے والے لوگوں میں سے کچھ لوگ دوڑنے لگے تا جلدی سے جلسہ گاہ پہنچ جائیں۔ میں نے اُن کی طرف دیکھ کر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے کہ اے خدا! جو لوگ دوڑ رہے ہیں تیرا فضل بھی اُن پر دوڑ کر آوے۔ لیکن الٰہی تصرّف عجیب رنگ میں ظاہر ہوا کہ دوڑنے والوں میں سے بعض لوگ ہلکے چلنے لگ گئے اور ہلکے چلنے والوں میں سے بعض لوگ دوڑنے لگ گئے۔" (تجلّی قدرت از الحاج مولوی قدرت اللہ سنوری صفحہ 138 اندازاً 1925ء کا واقعہ)

میری مریم

حضرت مصلح موعودؓ اپنے ایک مضمون "میری مریم" میں حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ مرحومہ کا محبت بھرا ذکر فرماتے ہوئے ان کے نمایاں وصفِ مہمان نوازی کو بایں الفاظ خراجِ تحسین پیش فرماتے ہیں۔

"مہمان نواز انتہا درجہ کی تھیں ہر ایک کو اپنے گھر میں جگہ دینے کی کوشش کرتیں اور حتی الوسع جلسہ کے موقع پر گھر میں ٹھہرنے والے مہمانوں کا لنگر سے کھانا نہ منگواتیں خود تکلیف اُٹھاتیں۔ بچوں کو تکلیف دیتیں لیکن مہمان کو خوش کرنے کی کوشش کرتیں۔ بعض دفعہ اپنے پر اس قدر بوجھ لاد لیتیں کہ میں بھی خفا ہوتا کہ آخر لنگر خانہ کا عملہ اسی غرض کے لیے ہے تم کیوں اس قدر تکلیف میں اپنے آپ کو ڈال کر اپنی صحت برباد کرتی ہو آخر تمہاری بیماری کی تکلیف مجھے ہی اُٹھانی پڑتی ہے مگر اس بارہ میں کسی نصیحت کا ان پر اثر نہ ہوتا۔ کاش اب جبکہ وہ اپنے ربّ کی مہمان ہیں ان کی یہ مہمان نوازیاں اُن کے کام آجائیں اور وہ کریم میزبان اس وادیٔ غربت میں بھٹکنے والی روح کو اپنی جنت الفردوس میں مہمان کر کے لے جائے۔" (الفضل 12جولائی 1944ء)

"جلسوں پر بھی وہی ہماری میزبان ہوتی تھیں۔ حالانکہ جلسہ سالانہ پر ان کی مصروفیات کا جو عالم ہوتا تھا اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صبح کا ناشتہ وہ جلسہ گاہ پر جاتے ہوئے راستہ میں کرتی تھیں۔ جلسہ سالانہ پر دارالمسیح کے اندر اور باہر یعنی پورے قادیان میں مہمان ہوتے تھے مگر موصوفہ کی مہمان نوازی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ ان کی تمام تر توجہ وعنایات کا واحد مرکز صرف اس کی ذات ہے جلسہ گاہ کا انتظام ان کی پُر جوش اور دبنگ آواز کا مرہونِ منت ہوتا تھا ورنہ گاؤں سے جمع شدہ مجمع کو سنبھالنا آسان امر نہیں۔" (روایت از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن) (سیرۃ اُمّ طاہر صفحہ 113)

ایک بابرکت رؤیا

"غالباً 1919ء کی بات ہے کہ میں جلسہ سالانہ کی تقریب پر قادیان پہنچا رات کو میں نے رؤیا دیکھی کہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے گھر میں رہتا ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قیام گاہ بھی دارالمسیح ہی ہے اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے مجھے ایک ڈبیہ جو خالص مشک سے بھری ہوئی تھی عطا فرمائی میں نے اس میں سے کچھ مشک کھالی اور پھر اس ڈبیہ کو جیب میں ڈال لیا۔ یہ مشک بہت ہی عمدہ اور خوش ذائقہ تھی اس کے بعد میں حضرت ابراہیمؑ کے سامنے آیت اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا پڑھ کر عرض کرتا ہوں کہ منصب امامت کا عطا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس وقت جب میں نے زیادہ توجہ سے دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کی جگہ سیّدنا محمود ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نظر آئے۔ دوسرے دن جلسہ سالانہ میں حضرت سیّدنا خلیفۃ المسیح الثانی [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کا پُر معارف لیکچر جو "عرفانِ الٰہی" کے موضوع پر تھا ہوا نماز ظہر و عصر کے بعد حضور کا لیکچر شروع ہوا اور عشاء کے وقت تک جاری رہا جب تقریر ختم ہوئی تو حضور نے اونچی آواز سے میرا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ "مولوی غلام رسول راجیکی صاحب نمازِ مغرب و عشاء پڑھائیں لیکن لوگ تھکے ہوئے ہیں۔ اس لئے نماز مختصر پڑھائی جائے" (روایت از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ۔ حیاتِ قدسی صفحہ 120)

دُعا میں شرکت

جلسہ سالانہ 1950ء کے موقع پر جب آپ (حضرت غلام رسول راجیکی صاحب، اصحابِ احمد جلد ہشتم صفحہ 42) نے قافلۂ زائرین کو تکیہ کمال الدین کے پاس ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں تو آپ نے کشف میں حضرت اقدسؑ کی زیارت کی پھر جب قادیان میں داخل ہو کر حضرت اقدس (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) کے مزار پر قافلۂ درویشاں سمیت آپ نے دعا کرائی تو پھر آپ نے کشف دیکھا کہ حضرت اقدسؑ تشریف لائے ہیں اور حضور کے دستِ مبارک میں ایک طشت پلاؤ کا ہے اور حضور نے وہ طشت آپ کو پکڑا دیا اسی طرح اس جلسہ سالانہ میں مسجد اقصیٰ میں آپ دُعا کر رہے تھے تو پھر آپ پر کشفی حالت طاری ہوگئی آپ نے دیکھا کہ حضرت اقدسؑ بھی دعا میں شریک ہوئے ہیں۔

وہ چاند سے مکھڑے والا

"میرے دل نے خواہش کی کہ حضور سیّدنا مسیح پاک کو دُور سے تو دیکھ لیا ہے مگر نزدیک بیٹھ کر دیکھنے کا موقع مل جائے تو کیا ہی خوش قسمتی ہے ابھی اس خیال ہی میں مسجد اقصیٰ کے آخری حصہ میں نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ وہ چاند سے مکھڑے والا خوشبو سے معطّر دلبر آتا ہے اور عین میرے اور میرے بھائی حافظ ملک محمد صاحب کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور میں شکر مولیٰ میں لگ جاتا اور حیرت میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ ناچیز بندہ اور یہ انعام الٰہی یہ میرے دل کی خواہش تھی یا بجلی کی تار تھی کہ جس نے بندہ نواز کے دل پر اثر کیا اور بندہ کے پاس لا بٹھایا مجھے اس جلسہ (1907ء) میں حضرت اقدسؑ کی دونوں روز دونوں تقاریر سننے کا موقع ملتا ہے۔ ایک روز حضور سیر کے لیے قصبہ سے باہر تشریف لے جاتے ہیں اور بالارادہ بڑے بازار میں سے اپنے گرد بھیڑ سمیت باہر چلے جاتے ہیں تا کہ قادیان کے ہندو ساکنین کو یہ نظارہ دکھلایا جائے کہ یہ چھوٹا سا گاؤں اور یہ جم غفیر اور یاد کرایا جائے کہ حضور کا الہام یأتون من کُلِّ فَجٍّ عمیق کیسی صداقت کے ساتھ پورا کیا ہے۔" (روایت از ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب، اصحابِ احمد جلد ہشتم صفحہ 90)

شہادت کی انگلی کی شہادت

جلسہ سالانہ 1908 سے چار پانچ روز پہلے حضرت حافظ حامد علی صاحب، منشی امام الدین پٹواری صاحب کے پاس آئے اور حضرت میاں صاحب (حضرت مصلح موعودؓ) کا پیغام دیا کہ جلسہ سالانہ کے لیے لکڑی کا انتظام کریں۔۔۔

منشی صاحب کی طبیعت بہت جوشیلی تھی فوراً لکڑی کے انتظام میں مشغول ہو گئے۔ اور تین چار دن میں حسبِ ضرورت لکڑی بھجوادی۔ سارا سارا دن خود کھڑے رہ کر لکڑی کٹواتے اور گڈوں پر لدوا کر قادیان بھیجتے۔ خود بڑھئیوں کے ساتھ لکڑی کٹوانے میں مدد دے رہے تھے کہ دائیں ہاتھ کی

شہادت کی اُنگلی کٹ گئی اپنی اولاد کو یہ سارا واقعہ سُنا کر خوش ہوا کرتے تھے بعد ازاں مستقل طور پر قادیان میں رہائش اختیار کرنے کے بعد کئی سال تک جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ بطور افسر دیگ بیرون قصبہ خدمات سر انجام دیتے رہے۔ (روایت از ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب، اصحابِ احمد، جلد ہشتم، صفحہ 102)

قیمتی تحفہ

"میں اپنے کمرے میں تنہا لیٹا ہوا تھا۔ بانی صاحب کے دو فرزند نصیر احمد بانی و شریف احمد بانی کمرے میں داخل ہوئے اور میرے ہاتھ میں ایک پیکٹ دیتے ہوئے کہا کہ ابا جان نے قادیان سے آپ کے لیے تحفہ لایا ہے۔ کھول کر دیکھا تو خشک روٹی کے ٹکڑے تھے اور گُڑ تھا۔ بانی صاحب نے یہ روٹیاں مہمان خانے سے لی تھیں اور گُڑ کسی غریب درویش بھائی سے خریدا تھا۔ ذرا تصور فرمایئے مرحوم کو دیارِ مسیح سے کیسی عقیدت تھی اور آپ سمجھتے تھے کہ ایک احمدی کو حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر کی روٹی سے زیادہ قیمتی تحفہ اور کیا دیا جاسکتا ہے۔" تحریر مکرم نور عالم صاحب ایم۔ اے، امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

روٹی کی لذّت

"کئی شاید سمجھتے ہوں کہ اتنی لذّت نہیں ملتی جتنی ان کی گھر کی روٹی میں ملتی ہے لیکن ہمیں تو بہت لذّت آتی ہے۔۔۔ سب سے زیادہ مزے دار روٹی جو میں نے عمر میں کھائی ہے وہ تازہ گرم گرم تنوری روٹی تھی جو جلسہ سالانہ کے تنور سے نکلی اور میں نے بغیر سالن کے کھالی اور ساتھ پانی پی لیا۔ بہت سے کھانے میں نے کھائے ہیں۔ اب بھی اس روٹی کی لذّت دل میں سرور پیدا کرتی ہے حالانکہ اس وقت نہ جلسہ ہو رہا ہے اور نہ وہ تنور چل رہا ہے۔"

(خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمودہ 28 نومبر 1975ء)

روٹی کے ٹکڑے

جناب شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ لاہور حضرت محمد اسحٰق صاحبؓ کے متعلق رقم طراز ہیں:

"ایک دفعہ کا واقعہ ہے لنگر خانہ میں روٹی ختم ہو چکی تھی۔ اور سیالکوٹ کے کسی معزّز زمیندار نے کھانا کھانا تھا اس نے آپ کے پاس شکایت کی کہ روٹی ختم ہو چکی ہے۔ اور مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ اُسی وقت اس کے ساتھ لنگر خانہ تشریف لے گئے۔ کھانے کی میز پر کافی تعداد میں بکھرے ہوئے بچے کھچے ٹکڑے پڑے تھے ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ چودھری صاحب! کھانا تو موجود ہے۔ آیئے میں اور آپ دونوں کھائیں۔ چنانچہ آپ نے بعض ٹکڑے اکٹھے کر لیے اور پہلے خود کھانا شروع کر دیئے سالن تو موجود تھا ہی روٹی کے قائم مقام ٹکڑے جمع ہو گئے۔ آپ کو دیکھ کر اس معزز مہمان نے بھی وہ ٹکڑے کھانا شروع کر دیئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(الفرقان ستمبر۔ اکتوبر 1961ء)

قوم کے خادم

میاں اللہ دتہ صاحب سپاہی پنشنر سیالکوٹ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

"مَیں ملازمت کی حالت میں ایک دفعہ قادیان جلسہ دیکھنے آیا۔ میں رات کے کسی حصہ میں قادیان پہنچا تھا۔ میں اس وقت ناصر آباد میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔ صبح کا وقت تھا کہ میں دودھ لینے کے لیے شہر میں گیا۔ راستہ میں کیا دیکھا کہ احمدیہ اسکول کے پاس حضرت میر صاحب مجھے ملے اور میں نے السلام علیکم کہا۔ آپ کا گلا بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے السلام علیکم کا جواب دیا اور اشارے سے فرمایا۔ میاں اللہ دتہ آؤ میرے ساتھ۔ میں اُن کے ساتھ سٹور میں گیا۔ آپ نے 5,4 لوٹے اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا لیے، میں نے بھی لوٹوں کا ایک ٹوکرہ سر پر اُٹھالیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ افسر جلسہ تھے۔ آگے آگے آپ جارہے تھے پیچھے پیچھے میں جارہا تھا۔ ہم احمدیہ اسکول پہنچے اور لوٹے وضو کرنے کی جگہ پر رکھ دیئے۔ اس طرح لوگوں کے وضو کرنے کی تکلیف دُور ہوگئی۔" (ستمبر اکتوبر الفرقان 1961ء)

مجھے اب بھی یاد ہے

"مجھے اب بھی یاد ہے شروع شروع میں جب جامعہ نصرت کے

میدان میں جلسہ ہوا کرتا تھا۔ غالباً حضرت صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد میں باہر نکلا کیونکہ میں افسر جلسہ سالانہ تھا اور مجھے دوسری ڈیوٹیوں پر جانا تھا۔ ایک صاحب جن کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا کہ وہ لکھ پتی تھے یا اس سے بھی زیادہ امیر تھے۔ انہوں نے ہاتھ میں ایک بکس پکڑا ہوا تھا اور ساتھ اُن کی بیوی تھی وہ اڈّے کی طرف سے چلے آرہے تھے میں سمجھ گیا کہ یہ تو ابھی پہنچے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا:

آپ کے لیے رہائش کی جگہ مقرر ہے؟

کہنے لگے "نہیں، اب جا کر تلاش کروں گا۔"

میں نے سوچا یہ اب کہاں تلاش کریں گے۔۔۔ میں نے اُن سے کہا، آیئے میں آپ کے لیے کوشش کرتا ہوں۔ میں اپنے گھروں میں ایک جگہ گیا۔ گھر والوں سے پوچھا کوئی کمرہ یا کوئی ڈریسنگ روم خالی ہو مگر پتہ لگا کہ کوئی بھی خالی نہیں۔ پھر ہم دوسرے گھر گئے، حتّٰی کہ تیسرے گھر میں تلاش کرتے کرتے ایک چھوٹا سا غسل خانہ ٹائپ کمرہ تھا جس میں گھر والوں کی کچھ چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا: کیا یہ کمرہ آپ کے لیے ٹھیک ہے؟ کہنے لگے بڑا اچھا ہے، الحمدللہ، ہم اس میں بڑے آرام سے رہیں گے۔ میں نے وہ کمرہ خالی کروایا۔ دبّ (دبّ دراصل بوجوں والی گھاس ہوتی تھی جو کاٹ کر بچھاتے تھے اور جو تکلیف دہ ہوتی تھی پھر جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو آرام پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین کو کہا یہاں چاول اُگا ورنہ پہلے تو یہاں چاول نہیں ہوتا تھا۔) کی ایک پنڈ منگوائی اور وہاں ڈلوادی۔" (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مطبوعہ الفضل 15 دسمبر 1980ء)

صرف امام کے لیے

"پچھلے سال آنے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں میں برٹش ایمبیسی اسلام آباد (پاکستان) میں بیٹھا ہوا تھا اور امیگریشن کا آفیسر ایک بوڑھی عورت کے ساتھ انٹرویو لے رہا تھا جو کہ تعلیم یافتہ بھی معلوم نہیں ہوتی تھی معمر عورت تھی سادہ سی غریب سی جب اس نے بہت سے سوال کیے اور ویزا دینے لگا تو اچانک اس کو خیال آیا کہ اس سے پوچھوں کہ اس کا کوئی رشتہ دار تو نہیں کیونکہ وہ کہہ رہی تھی کہ میں تو اپنے امام کو ملنے جا رہی ہوں۔ اس نے کہا بی بی تمہارا کوئی رشتہ دار بھی وہاں ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میرا ایک بیٹا ہے فلاں جگہ رہتا ہے تو اسی وقت امیگریشن افسر کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے کہا کہ یہ تو بہانہ بنا رہی ہے۔ اپنے بیٹے کے پاس ٹھہرنے کے لیے اور وہاں نیشنیلٹی لینے کے لیے جا رہی ہو گی۔ یہ بدظنی اس کے دل میں پیدا ہوئی تو اس نے کہا کہ اچھا یہ کیوں نہیں کہتی۔ امام امام کیوں کہہ رہی ہو یہ کیوں نہیں کہتی کہ میں اپنے بیٹے سے ملنے جا رہی ہوں۔ اس کا جواب سنیئے کہتی ہے۔ دُر فٹے منہ!! اس طرح بے اختیار اس کے منہ سے دُر فٹے منہ نکلا کہ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ اس جذبات کی وجہ سے کہتی میرا پُتر تیس سال دا اُوتھے اے۔ میں مُڑ کے اُوس پاسے کدی نظر نہیں کیتی۔ میرا امام اے جیدے لئی میں بے قرار ہو گئی آں کس بیٹے کی بات کہہ رہے ہو۔ 30 سال سے میرا بیٹا وہاں ہے میں نے کبھی اس ملک کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ ہاں جب سے میرا امام گیا ہے میں بے قرار ہو گئی ہوں اور بے چین ہو گئی ہوں۔" (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ برطانیہ 1988ء)

سادہ سی ترکیب۔ کامیاب تجربہ

"چند سال پہلے میں نے گھر میں ایک بڑی اچھی ترکیب دیکھی تھی، بستر بنانے کی، وہ بڑی سادہ سی ترکیب ہے، اگر اُسے اختیار کیا جائے تو وقتی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ انہوں نے پرانی کھاد کی بوریاں دھو کر اس سے غلاف بنا لیے اور ان میں پرالی بھر لی اور ان کو اوپر نیچے سے ٹھیک کر کے ایک طرف رکھ لیا اور جب اُن کے مہمان آئے جن کے پاس بستر وغیرہ نہیں تھے تو ان کو اس کی توشکیں دے دیں اور جو زائد توشکیں ہیں وہ اوپر لینے کے کام آجاتی ہیں چنانچہ اس طرح ڈبل بستر بن گئے۔ میں نے جب اُن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نہایت ہی کامیاب تجربہ ہے، نرم بھی رہتا ہے اور گرم بھی۔ اس توشک کو دیکھ کر مہمان بہت خوش ہوئے۔" (خطبہ 4 نومبر 1983ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مطبوعہ الفضل 26 نومبر 1983ء)

اولاد کے لیے باپ کا گھر

"یہاں کا جسمانی دستر خوان یعنی لنگر بھی آپ کی خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے۔ جو نان فرشتہ آپ کے روحانی باپ کو اس کے اور اس کے درویشوں کے لیے دے گیا ہے۔ اس کی بھی قدر کریں اور ان ایّام میں خصوصًا درویش صفت بنیں گھر آپ کا ہے اولاد کے لیے باپ کا گھر اپنا ہوتا ہے۔ سال بھر کے بعد بچھڑی ہوئی اولاد باپ کے دستر خوان پر جمع ہوتی ہے تو کس قدر خوش ہوتی ہے خواہ اپنے گھر میں کیسی بھی خوشحال ہو۔ خصوصًا بیٹیاں باپ کے گھر روکھی سوکھی بھی ملے تو اس کو نعمت جان کر خوشی سے کھاتی ہیں۔ وہ خوشی اپنے گھر کبھی محسوس نہیں کر سکتیں تو اس کا بھی خیال رہے کہ آپ ہی مہمان ہیں اور آپ ہی میزبان یہ مبارک روٹی آپ کو مسیح موعودؑ ہی کھلا رہے ہیں۔" (تقریر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، جلسہ سالانہ 1961ء)

تبرک

"یہاں اگر خراب روٹی بھی کبھی ملے تو آپ کے لیے ہزار ہا کھانوں سے زیادہ مبارک ہے اور جو اس میں مزہ آپ کو آئے وہ دنیا کی کسی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمت میں بھی نہ پائیں۔ اس لنگر کے تو ٹکڑے بھی تبرک ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکتا تھا اور جلسہ کی روٹی ہمارے صحن میں پکتا تو کئی سال تک مجھے بھی یقینی طور پر یاد ہے۔ اس وقت وہ بھی ایک بہت بڑی رونق نظر آتی تھی پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے وسیع سے وسیع تر کیا اور کرے گا۔ اب لنگر کے تنور ایک جگہ کی بجائے کئی جگہ بنتے ہیں اور کئی جگہ سے روٹی تقسیم ہوتی ہے کام بڑھ گیا ہے۔ مگر آپ ہمیشہ وہی تصوّر کریں کہ آپ دارالمسیح موعود کے خاص مہمان ہیں۔ آپ میں سے بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پورے گھر کا نام "دارالامن" آپ کا رکھا ہوا تھا۔ جیسا کہ مختلف کمروں کے نام بیت الذکر اور بیت الفکر وغیرہ آپ نے سُنے ہوں گے۔ تو جہاں بھی آپ لوگ اس سلسلہ میں جمع ہوں۔ اپنے کو اسی طرح "دارالامن" میں سمجھیں اور امن و محبت کو شعار بنائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لنگر بہت محبت سے اپنے مہمانوں کے لیے جاری کیا اور اس کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں۔ اور اس سے آرام پائیں۔ لنگر کا کام قریباً بہت آخر زمانہ تک آپ کے ہاتھ میں ہی تھا۔ مجھے یاد آتے ہیں وہ دن کہ میاں نجم الدین بھیرے والے جو منتظم ہوا کرتے تھے۔ آتے اور بتاتے کہ آٹا ختم ہے یا دوسری چیزیں تو آپ جلدی سے جو رقم موجود ہوتی ان کو دیتے اور فرماتے کہ جائیں اور سامان لیں کہیں مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ ایک دفعہ کا خوب یاد ہے مجھے کہ آپ نے جیب اور اپنے رومالوں کی گرہیں کھول کھول روپے پیسے جتنے نکلے میاں نجم الدین کو پکڑا دیئے اور فرمایا بس اس وقت یہی نکلا ہے۔ صرف 32 روپے کچھ آنے اور کچھ پیسے تھے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزار ہا پر نوبت پہنچتی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس کا شکر کریں اور دعائیں کریں کہ تمام روحانی برکات کا سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ ظاہری لنگر بھی کہ یہ بھی ایک نشان ہے بڑھتا چلا جائے۔" (حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاریخ لجنہ جلد سوم صفحہ 124)

ایک نصیحت ایک تنبیہ

مستورات میں مہمان نوازی کے فرائض حضرت اُمّ داؤد صاحبہ 1922ء سے 1951ء تک ادا کرتی رہیں۔ 1952ء کے جلسہ سالانہ پر آپ بیمار تھیں مگر مہمانانِ مسیح کے ساتھ قلبی تعلق کا اندازہ اُن کی اس تحریر سے ہوتا ہے جو باوجود بیماری کے آپ نے کارکنات کے لیے تحریر فرمائی۔

"سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے اس جلسہ کو خیر و خوبی سے اختتام تک پہنچایا اور ہمیں مہمانوں کی خدمت عطا کی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک لمبے عرصے سے ہم جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں مجھے وہ دن بھی یاد ہے جبکہ قادیان میں حضرت اماں جانؓ کے مکان کے نچلے حصے میں صرف چند ایک مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھا کر اور قطاریں بنوا کر کھانا کھلوایا کرتے تھے لیکن اب وہی حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان ہزار ہا کی گنتی میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے اس کام کے لئے ہمیں نوازا ورنہ دنیا میں کروڑوں کروڑ مخلوق بھری پڑی ہے ہم نہ ہوتے تو کوئی اور لوگ اس کام کو سرانجام دینے والے ہوتے اس شکریہ میں کہ اپنے اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منتخب فرمایا۔

ہمارے لیے ضروری ہے کہ کام نیک نیتی اور اخلاص سے کریں اور آئندہ بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں کام تو اللہ تعالیٰ کا ہے وہ ہو کر رہے گا لیکن اگر ہماری نیتوں میں اخلاص نہ ہوگا اور ہم اس کام کو آئندہ بہتر بنانے کی کوشش نہ کریں گی تو ہم ثواب سے محروم ہو جائیں گی۔" (تاریخ لجنہ جلد دوم صفحہ 296)

کایا پلٹ گئی

"ایک دفعہ لنگر خانہ میں رات کو بارش ہو گئی۔ نانبائی اور پیڑے بنانے والی عورتیں ایک دم اُٹھ کر اندر کو بھاگیں کام رُک گیا۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ میں نے سب خدّام و اطفال، بچوں بوڑھوں بڑوں کو بُلایا اور کہا کہ جس کو جو چیز میسّر آتی ہے وہ اُٹھائے اور ان نانبائیوں کے سر پر چھتری کے طور پر پکڑے رہے بارش اس کو نہ بھگوئے چنانچہ پھر کام شروع ہو گیا اور ساری رات قریباً اسی طرح گزری۔۔۔ صبح کو ایک مولوی صاحب مجھے ملے مجھے دیکھتے ہی بھاگ کر مجھ سے لپٹ گئے اور چھوٹتے ہی کہا میں نے بیعت کر لی ہے میں حیران ہوا کہ یہ تو بڑے کٹر اور متعصب قسم کے شخص تھے اور سندھ میں (مخالفین۔ ناقل) کے پیش رووں میں سے تھے ان کی کایا کیسی پلٹی انہوں نے بتایا کہ جب رات کو بارش ہوئی تو میں یہ دیکھنے آیا کہ دیکھیں اب احمدی کیا کرتے ہیں۔ میں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ افسر ماتحت کارکن سب کنالیاں اور پراتیں لے کر نانبائیوں کو بارش سے بچا رہے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر میری ایسی کایا پلٹ گئی میں نے کہا میں لازماً بیعت کروں گا۔ میں نے باقی رات بڑی بے چینی سے کاٹی اب صبح بیعت کر کے آرہا ہوں۔" (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ الفضل 2/ دسمبر 1982ء)

دعائے مغفرت

محترمہ فرخندہ اشرف زوجہ میاں محمد اشرف فچبرگ جماعت ایک لمبی بیماری کے بعد ۱۷ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعرات وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت حاجی خان مرحوم میڈیکل آفیسر و سابق امیر جماعت کراچی کی دختر تھیں۔ نیز مولانا انعام الحق کوثر، مبلغ انچارج آسٹریلیا کی زوجہ قانتہ بیگم کی والدہ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔ احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر، میاں غلام احمد، سابق سپرانٹنڈنٹ محکمہ انہار، لائلپور، حال امریکہ

جلسہ سالانہ کی برکتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"۔۔۔اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور اُن کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لیے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لیے طیار ہو رہے ہیں۔۔۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341-340)

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِیْ وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

امریکہ میں لنگر مسیحِ موعودؑ کے پچیس سال

امتیاز احمد راجیکی

کون جانتا تھا کہ دستر خوان کے پس خوردہ ٹکڑے کیا رنگ لائیں گے۔ کیسے کیسے خوانوں، کیسے کیسے ایوانوں، کیسے کیسے لنگروں کو جنم دیں گے۔ کسے علم تھا کہ ایک بے کس شکمِ آدم کی آگ بجھانے والے یہ چند لقمے جہانوں کی بھوک مٹانے کا باعث بنیں گے۔ کس کا فہم و ادراک اس حقیقت کو پا سکتا تھا کہ یہ چند نوالے انسانوں کی جسمانی بھوک ہی نہیں روحانی تشنگی کی سیرابی کا باعث بھی بنیں گے ــــــ مگر جب ان ٹکڑوں کو ان مقدس ہاتھوں نے تھاما ہو، ان پاک لبوں نے چھوا ہو، ان دلربا ہونٹوں نے چبایا ہو جنہیں مالکِ کون و مکاں نے اپنی تقدیرِ خاص سے رہتی دنیا کے لیے اپنی جود و سخا، اپنی عطا و رضا کا بحرِ بے کراں بنانا ہو۔ رشد و ہدایت اور رہنمائی و کرم فرمائی کا سیلِ رواں بنانا ہو تو پھر ان ٹکڑوں کی کرشمہ گری، تشنہ سیرابی کو کون روک سکتا تھا۔ یہ تو اس وجودِ پاک سے منسلک ٹکڑے تھے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے غلامِ صادق، مسیحِ دوراں اور امام الزماں کے طور پر چنا تھا، جسے نورِ ہدایت اور رہنمائی و رہبری کا محور و منبع بنا کر تمام عالم کے لیے کشش و جاذبیت اور توجہ کا مرکز بنانا تھا۔

وہ وجود کیا تھا۔ بظاہر ایک عاجز اور دنیا کی نظروں میں راندۂ درگاہ انسان جو خود کو "کِرمِ خاکی، بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار" سمجھتا تھا۔ اپنوں بیگانوں میں اس کی قدر و منزلت کیا تھی؟ ذرا اسی سلوک سے اندازہ کر لیجیے کہ اپنے گھر والوں نے بھی کبھی اسے دعوتِ طعام کے قابل نہ سمجھا۔ کبھی اس کے ساتھ مل بیٹھ کر محبت کے دو بولوں سمیت چند لقمے کھانا گوارا نہ کیے۔ بھوک سے نڈھال نحیف و نزار بھائی کو اپنے دستر خوان کی زینت بنانا پسند نہ کیا۔ اپنے اس عزیز بھائی کا جو سب کچھ ان پر نثار کرنے کو تیار تھا کبھی کھانے کی میز پر انتظار نہ کیا۔ وہ فاقے سے مضمحل گھر پہنچتا کہ نارِ شکم کو بجھا پائے تو دستر خوان اٹھ چکا ہوتا۔ کوئی انتظار میں ہوتا نہ کہیں سے بلاوا آتا۔ وہ بے کس انسان خاموشی سے دستر خوان پر گرے پڑے، بچے کھچے چند ٹکڑے ڈھونڈتا اور اپنے ربّ کا شکر ادا کرتے ہوئے کسی سوال، کسی تمنا، کسی التجا کے بغیر نوشِ جاں کر لیتا۔ اور پھر سے اپنے خدا کی عبادت اور دین کی سربلندی کی جد و جہد میں مگن ہو جاتا، اس احساس و خیال سے بے نیاز ہو کر کہ وہ کس سلوک کا روادار سمجھا گیا ــــــ مگر اسے کیا خبر تھی کہ عرش پر اس کی کسمپرسی اور نیاز مندی کی ناز برداری اور مہمان نوازی کا کس طرح بندوبست ہو رہا ہے۔ جہانوں کا مالکِ ربِّ کریم اس "غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر" کی کس طرح پذیرائی کرنے والا ہے۔ کیسی کیسی امارتیں، کار کردگیاں، نیک نامیاں اور ہنر مندیاں اس کے قدموں میں نچھاور کرنے والا ہے ــــــ اس حد تک کہ وہ خود ہی پکار اٹھنے پر مجبور ہو جائے:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِیْ
وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

(دستر خوانوں کا پس خوردہ میری خوراک تھا اور آج مَیں کئی گھرانوں کو کھلانے والا بن گیا ہوں۔)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجودِ باجود پر خدائے قدوس و قدیر کے یہ انعامات کوئی ڈھکی چھپی داستان نہیں۔ سوا سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ کا ایک ایک لمحہ اور دنیائے عالم کا کونہ کونہ اس بات کا گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح آپؑ کے قدموں کی برکت سے دستر خوان کے ان بچے کھچے ٹکڑوں کی سپاس گزاری کی اور انہیں زمانے کی بھوک و افلاس اور گمراہی و جہالت کے مداوے کا باعث بنا دیا۔ اور دنیا کے سینکڑوں ملکوں اور شہروں میں آپ کے نام کے لنگر جاری کر دیئے۔

مجھے یاد ہے، بہت بچپن میں ہمیں لنگر مسیحِ موعودؑ کے کھانے کا کس قدر شوق تھا اور خصوصاً جلسہ کے ایام میں تو یہ بچوں اور بڑوں سب کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقّبہ ہوتی۔ اور اس بزرگ کا قصہ تو زبان زدِ عام تھا کہ وہ جب بھی ربوہ تشریف لاتے، لنگر خانہ جا کر دستر خوان سے روٹی کے تمام بچے کھچے ٹکڑے اٹھا لیتے اور اپنے ساتھ گاؤں واپس لے جاتے۔ لوگ یہی سمجھتے کہ یہ ٹکڑے جانوروں کے چارہ کے لیے بھوسے کا کام دیتے ہوں گے۔ بالآخر کسی نے اصرار کر

کے کرید ہی لیا کہ اس سعیٔ مکرر کا مقصد کیا ہے۔ معلوم ہوا وہ بزرگ گاؤں میں ایک مجرب طبیب کے طور پر جانے جاتے تھے۔ وہ ان خشک ٹکڑوں کو سکھا کر پیس لیتے اور سفوف بنا کر پڑیاں تیار کر لیتے۔ گاؤں کے دیہاتی ان کے پاس اپنے اور اپنے جانوروں کے علاج کے لیے آتے اور بزرگ موصوف وہی سفوف کی پڑیاں انہیں دوا کے طور پر تھما دیتے۔ ربِّ شافی و قیوم انہی میں معجزانہ شفا و بقا کے سامان پیدا فرما دیتا۔

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ اور جلسہ سالانہ پر نظامِ ضیافت

1988 میں مجھے امامِ جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے پاکستان کے تکلیف دہ حالات سے مجبور ہو کر امریکہ ہجرت کر کے آنا پڑا۔ پہلی بار 1989 میں چھ سال کی محرومی کے بعد میری لینڈ (Maryland) میں امریکہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا۔ اور کچھ مایوسانہ تجربے سے دوچار ہونا پڑا کہ جلسہ پر ضیافت کا انتظام ہمارے اپنے ہاتھوں میں نہیں اور لنگر مسیحِ موعودؑ کا کوئی وجود نہیں۔ طبیعت پر کچھ بوجھ سا پڑا۔ مگر مَیں حالات سے واقف نہیں تھا۔ معلوم ہوا امریکہ میں ہم جس جگہ جلسے منعقد کرتے ہیں، ضیافت کی ذمہ داری بھی اسی ادارے کی ہوتی ہے جو تقریباً سات ڈالر فی کس پر منتج ہوتی ہے۔

اگلے دو سال 1990 اور 1991 ڈیٹرائٹ (Detroit) کے ایریا میں ہونے والے جلسے بھی اسی تشنگی کا شکار ہوگئے۔ وہاں جس یونیورسٹی میں جلسہ اور اس سے متعلقہ ضیافت کا بندوبست تھا، مَیں نے دیکھا کہ کھانے کے کمرہ کے باہر یونیورسٹی کا ایک ملازم گنتی کی ایک گھنٹی نما مشین لیے بیٹھا ہے۔ ہم میں سے جو بھی اس کمرے کا رخ کرتا وہ گھنٹی دبا دیتا، چاہے ایک ہی شخص دوبارہ صرف پانی پینے کی نیت سے اندر گیا ہو۔ خدا جانے اس کی مشین نے کتنی گنتی کی۔ غالباً ہماری تعداد سے بہت زیادہ۔ یہ صورت حال کافی الجھی ہوئی تھی۔ اور کھانے کا معیار بھی اتنا گرا ہوا تھا کہ اکثر احباب کو تکلیف پہنچی اور انہوں نے واضح طور پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ میرے دل میں بار بار خیال آتا جس کا ذکر مَیں نے بعض منتظمین سے بھی کیا کہ ہم اپنا لنگر کیوں نہیں شروع کرتے۔ مگر اس کی مخالفت میں متعدد دلائل اور جواز پیش کیے جاتے۔ انتظامی معاملات میں میری کوئی حیثیت یا رائے نہیں تھی اس لیے خاموشی سے صبر اور دعا کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

اختتامِ جلسہ پر خلیفۂ وقت کا ارشاد

1991 کے جلسہ کے اختتام پر ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ ہم لوگ حضورِ انور سیّدنا خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو الوداع کرنے کے لیے اکٹھے تھے۔ مَیں بھی حضورؒ کے بالکل پاس کھڑا تھا۔ جاتے جاتے آپؒ نے اچانک فرمایا: ”آئندہ امریکہ میں لنگر چلنے چاہئیں۔“ کچھ احباب اس کا جواب دینے لگے کہ حضورؒ یہاں اجازت نہیں ملتی۔ آپؒ نے فرمایا: ”اگر تنبو، قنات میں جلسہ کی اجازت مل سکتی ہے تو لنگر بھی چل سکتا ہے۔“

میرے دل میں بڑی شدت سے خیال آیا کہ جب امامِ وقت نے ایک حکم دے دیا ہے پھر کوئی دوسرا جواز کیوں؟ بغیر کسی توقف کے میرا ہاتھ کھڑا ہو گیا اور بول اٹھا: ”جی حضورؒ! انشاءاللہ ضرور شروع کریں گے۔“

دوسری طرف میرا اعزیز دوست برادرم عزیزم ڈاکٹر صلاح الدین کھڑا تھا۔ اس نے بھی ہاتھ کھڑا کر دیا اور عہد کیا کہ انشاءاللہ لنگر کا قیام ہو گا۔ اس وقت جلسے کے اختتام، حضورؒ کے الوداع اور دوست احباب کی رخصت کے باعث ایسی جذباتی کیفیت تھی کہ مجھے کچھ یاد نہیں کیا بیت رہی تھی۔ بس اتنا یاد ہے کہ حضورؒ کے رخصت ہوتے ہی صلاح الدین نے مجھے گلے لگا لیا اور کہنے لگا:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ امریکہ میں اب کوئی بھی لنگر مسیح موعودؑ کے قیام کو روک نہیں سکتا۔“

صلاح الدین نے بعد میں بتایا کہ جب اس نے دیکھا کہ حضورؒ کے ارشاد پر صرف ایک ہاتھ لبیک کے لیے اٹھا ہے تو بغیر کسی توقف اور حیل و حجت کے اس نے بھی ہاتھ کھڑا کر دیا کہ یہی قبولیت کا لمحہ ہے۔

قبولیت کا لمحہ

اللہ تعالیٰ کی جناب سے یہی وہ قبولیت کا لمحہ اور معجزانہ تصرف تھا جس نے پچیس سال قبل ایک انہونے امر کو ہونا اور ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جس لمحے آقاؒ کے منہ سے نکلا اسی لمحے لنگر خانے کا قیام ہو گیا۔ اس بات کو اب پورے پچیس سال ہو چکے ہیں۔ دراصل حضورؒ کے ارشاد کے ساتھ ہی لنگر کے لیے دعاؤں اور تدبیروں کا سلسلہ جاری ہو گیا اور اس کا پہلا پھل 1992 کے جلسہ سالانہ بر مقام نیویارک حاصل ہوا۔

ان دیکھی رکاوٹیں اور غیر معمولی اعجازی نصرت و امداد

اُس زمانے میں جماعت احمدیہ امریکہ کے ہیڈ کوارٹرز مسجد ”فضل“ واشنگٹن

ڈی سی میں ہوا کرتے تھے۔ ابھی بیت الرحمان مسجد کی خریداری و تعمیر کے مراحل مکمل نہیں ہوئے تھے۔ ڈیٹرائٹ میں دو سال جلسوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے معجزانہ تصرف سے ہمیں اس خوش قسمتی سے نوازا کہ اگلے دو سالوں کے لیے قرعۂ انتخاب نیویارک کے نام پڑا۔ ڈاکٹر صلاح الدین نیویارک کا رہنے والا تھا اور میں بھی قریبی شہر فلاڈلفیا میں رہائش پذیر ہو چکا تھا۔

گزشتہ تجربات کی روشنی میں جلسہ کے قیام کے لیے جگہ کا انتخاب کرتے وقت مختلف امور کو مد نظر رکھنا پڑتا تھا۔ اوّل یہ کہ وہاں لوکل جماعت بڑی مضبوط اور فعال ہو، ایرپورٹ اور ٹرانسپورٹ کے لیے آسانیاں ہوں۔ رہائش کے لیے احبابِ جماعت کے گھروں کے علاوہ قرب و جوار میں ہوٹل، موٹل کی سہولتیں میسر ہوں۔ جلسہ کے لیے عام طور پر گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران میں دستیاب خالی یونیورسٹیوں کے ہالوں اور اقامت گاہوں کو ترجیح دی جاتی جو معقول کرایہ پر مہیا ہو جاتے۔ مگر اب کی دفعہ سب سے اہم معیار کسی ایسے ادارے کی دستیابی تھی جس میں خوراک رسانی (catering) ان کی ذمہ داری نہ ہو بلکہ ہمیں اپنا کھانا پکانے کی اجازت اور سہولت ہو۔ ان تمام امور پر نگاہ ڈالتے ہوئے محترم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ امریکہ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم نے فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دی جو اس بات کا جائزہ لے کہ آئندہ جماعتی کنٹرول میں نظامِ ضیافت چلانے کے پیشِ نظر جلسہ کے لیے کون سی جگہ موزوں رہے گی۔ چار بڑی جماعتوں، شکاگو، نیویارک، فلاڈلفیا اور میری لینڈ/ورجینیا سے رابطے قائم کیے گئے۔ اس وقت عمومی تاثر یہی تھا فی الحال اس سکیم کو چند سال کے لیے معرضِ التوا میں ڈال دیا جائے اور اس پر عمل درآمد طویل المعیاد منصوبہ بندی (long-term planning) کے تحت کیا جائے۔ مگر محترم امیر صاحب کی بالغ نظر نے نیویارک جماعت کا انتخاب کر کے اسے قلیل المعیاد منصوبے میں تبدیل کر دیا؛ کیونکہ آپ کے نزدیک بھی اطاعتِ امام کا تقاضا یہی تھا کہ اب کسی اور سمت دیکھنا گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں فوری طور پر لنگر خانہ کے قیام کے لیے دستیاب سہولتوں کے پیش نظر جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

نیویارک جماعت اس کے لئے بہت موزوں تھی؛ کیونکہ وہاں معقول افرادی قوت (manpower) میسر تھی اور وہاں کی ضیافت ٹیم بڑی فعال اور اکثر ہزار بارہ سو افراد کے کھانے کا بندوبست کرنے کا تجربہ رکھتی تھی۔

نیویارک کی بے لوث انتظامیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیویارک جماعت وہاں کے صدر مکرم و محترم نذیر احمد ایاز صاحب کی قیادت میں ایک بڑی مستحکم، سرگرم اور بے لوث جماعت تھی۔ یہاں ہر قسم کی صلاحیتوں (talents) کے حامل محنتی، جفاکش اور وفاشعار اراکین ہر طرح کی قربانی اور خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ میری نظروں کے سامنے بے شمار چہرے گھوم جاتے ہیں جنہیں مَیں نے انتہائی نامساعد حالات میں انتھک محنت کرتے دیکھا۔ لیکن اگر مَیں ایک ایک کر کے ان کے نام اور خدمات کا ذکر کرنا شروع کروں تو یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی اور پھر بھی یقیناً مجھ سے بہت سے نام اور کام حذف ہو جائیں گے۔

اس احساس کے پیش نظر صرف جماعت کے انتہائی فہیم، بردبار اور صاحبِ رسوخ صدر محترم نذیر احمد ایاز صاحب اور لنگر خانہ امریکہ کے بانی رکن اور نیویارک جماعت کے سیکرٹری ضیافت ڈاکٹر صلاح الدین کے علاوہ دو ناموں کا ذکر کروں گا جن میں ایک اس کا نائب، نعیم احمد ہے جس نے انتہائی خاموشی سے اطاعت و فرمانبرداری کی مثال قائم کرتے ہوئے لبیک کہی اور اپنی پوری ٹیم کے ساتھ اس جاں گسل مرحلے کے لئے تن من دھن ایک کر دیا۔ دوسرا اس کا بڑا بھائی لطیف احمد طاہر (حال سیکرٹری ضیافت آسٹن جماعت) جس نے سٹیٹ آف نیویارک کا امتحان پاس کر کے فوڈ لائیسنس حاصل کیا تا کہ کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ان تمام جاں نثاروں نے (جن میں ایک بڑی تعداد ربوہ میں جلسہ کی ڈیوٹیاں دینے کا تجربہ رکھتی تھی) جن نامساعد حالات میں مشکلات و مصائب کے پہاڑوں پر تیشہ زنی کی اور بالآخر مسیح پاکؑ کے ابرِ رحمت کے چشمہ کو جاری کر کے چھوڑا، ان کی قربانیوں اور وفاؤں کا لحہ لحہ زریں حروف سے رقم کرنے کے قابل ہے۔ لیکن اگر ان کے خاموش انفرادی کارنامے لوح و قلم کی زینت نہ بھی بن پائیں تب بھی ربِّ کریم کے فضل سے امید ہے کہ وہ عرش پر قبولیت کی معراج پا چکے ہوں گے۔

نیویارک جماعت نے جب جلسہ کے لیے مختلف یونیورسٹیوں سے رابطہ قائم کیا تو یہ امر سامنے آیا کہ ان اداروں نے مختلف فوڈ سروس کمپنیوں کو خوراک رسانی (catering) کا ٹھیکہ دے رکھا ہوتا ہے۔ اور وہ کسی اور کو فوڈ سپلائی کی اجازت نہیں دیتے۔ ایک یونیورسٹی "لانگ آئی لینڈ انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی" کو

جب یہ بتایا گیا کہ ہم ایک غیر منافع بخش مذہبی خیراتی ادارہ ہیں (Non-Profitable Religious Charity) اور کھانا بیچ نہیں رہے بلکہ مفت کھلا رہے ہیں۔ مزید برآں ہم آپ کے کچن کی سہولت بھی استعمال نہیں کریں گے بلکہ باہر ٹینٹ لگا کر کھانا پکائیں گے تو وہ راضی ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے آقاؐ کے ارشاد کی راہ میں پہلی رکاوٹ دور ہو گئی۔ امیر صاحب محترم نے ان کارروائیوں کی اطلاع حضورؒ کو دی تو آپ نے فرمایا: ''اس کام کو بہترین رنگ میں سرانجام دیں اور کھانا پکانے کو پروفیشنل طریق پر سیکھیں۔''

چنانچہ عزیزم ڈاکٹر صلاح الدین، جو Nutrition and Bio-Chemistry میں PhD اور میڈیکل یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا اور بچپن سے لنگر کی ڈیوٹیوں اور کھانا پکانے کے ماہر استادوں کے ساتھ کام کا تجربہ رکھتا تھا، خصوصیت سے پاکستان گیا۔ اور ربوہ میں لنگر خانے سے کھانا پکانے کے نسخہ جات اور تراکیب کے حصول کے ساتھ ساتھ اس فن کے ماہر اساتذہ محترم محمد رفیع صاحب مرحوم، محترم رانا محمد دین صاحب مرحوم اور لاہور کے بعض ریستورانوں کے پیشہ ور ماہرین سے مشورے کیے اور کئی گُر کی باتیں سیکھیں۔ علاوہ ازیں لنگر امریکہ کو افرادی عددی قوت کی کمی کے باعث جس سائز کی دیگوں اور چولہوں کی ضرورت تھی وہ امریکہ میں دستیاب نہیں تھے۔ چنانچہ سارے اندازے کرنے کے بعد گوجرانوالہ سے خصوصی سائز کی دیگوں کا آرڈر دیا گیا جو پاکستان میں نائیوں کی بیضوی دیگ سے تین گنا سے زیادہ کھانا پکانے کی گنجائش رکھتی تھیں۔ پاکستان میں عام طور پر نائی حضرات ایک دیگ میں 25 پاؤنڈ گوشت پکاتے ہیں۔ جلسہ ربوہ میں ہمارے ہاں 35 پاؤنڈ تک گوشت پکایا جاتا رہا ہے۔ لیکن جو دیگ ہم نے بنوائی وہ 20 انچ گہرائی اور 34 انچ قُطر (Diameter) کی تھی۔ ابتداً آٹھ دیگیں اور بعد ازاں مختلف اوقات میں مزید بیس دیگوں کا آرڈر دیا گیا۔ اس سائز کی دیگ میں بآسانی 100 پاؤنڈ گوشت، 40 پاؤنڈ آلو اور 40 پاؤنڈ پیاز، ٹماٹر اور دیگر مصالحہ جات کا سالن تیار کیا جا سکتا ہے۔ اب ہمارے تربیت یافتہ رضا کار 150 پاؤنڈ گوشت کو بھی ہینڈل کر لیتے ہیں۔ ایک دیگ عموماً پانچ سو افراد کے لیے کافی ہوتی ہے۔ دال کی دیگ جو لبالب بھری ہو 800 افراد کی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ ان دیگوں کو سہارنے کے لیے غیر معمولی طاقت اور بڑے سائز کے گیس کے چولہوں کی بھی ضرورت تھی۔ یہ چولہے تو امریکہ میں مل گئے مگر ان کے 24 انچ قُطر کے برنر (burner) پاکستان سے سپیشل آرڈر پر بنوانے پڑے۔

علاوہ ازیں پیاز کاٹنے، ٹماٹر پیسٹ بنانے، مصالحہ گرائنڈ کرنے اور آلو چھیلنے کی الیکٹرک مشینیں بھی منگوائی گئیں جن سے افرادی قوت کی کمی کے باوجود سہولت کے سامان پیدا ہو گئے۔ فالحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صلاح الدین کو اور خوبیوں کے ساتھ ساتھ غیر معمولی قوتِ خرید کی صلاحیت بھی عطا فرمائی ہے؛ چنانچہ یہ ساری اشیانہ صرف معقول قیمت پر مہیا ہو گئیں بلکہ اس کے ایک غیر احمدی صاحبِ اثر ورسوخ دوست نے سعودی ایرلائنز سے بحری جہاز کے کرایے کے برابر خرچ پر امریکہ آنے کا بندوبست کر دیا۔ اور یہاں بھی کسٹم والوں کو جب بتایا گیا کہ یہ ایک غیر منافع بخش مذہبی خیراتی ادارے کا سامان ہے اور ہم انہیں کسی حالت میں کاروباری مقاصد یا بیچنے کی غرض سے استعمال نہیں کرتے تو انہوں نے حیرت کا اظہار کیا اور بغیر کسی روک ٹوک کے سامان کلیئر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر لنگر کے لیے سامان اور آسانیاں پیدا فرما رہا تھا۔

لنگر ڈیوٹی کے لیے حاضری

جب یہ ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو ایک دن صلاح الدین کا فون آیا:

''امتیاز! تم نے سب سے پہلے ہاتھ کھڑا کیا تھا۔ اب اپنی ٹیم سمیت لنگر ڈیوٹی کے لئے آجاؤ۔''

مَیں نے جواب دیا: ''دیکھو میرے بھائی! مَیں نے تو اطاعت کے جذبے کے تحت لبیک کہی تھی۔ میرا اس فیلڈ میں ذرہ بھر بھی تجربہ نہیں۔ مَیں نے شاید ہی زندگی میں کبھی انڈہ بھی فرائی کیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ اپنے لیے چائے کا ایک کپ بنالیتا ہوں ــــــ لیکن مَیں حاضر ہوں۔ جو کہو گے کرنے کو تیار ہوں۔''

چنانچہ مَیں فلاڈلفیا سے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ نیویارک جلسے کے لیے پہنچ گیا۔ اور اس کے بعد سالہا سال تک صرف دیگیں مانجھنے اور صفائی کا کام سنبھالے رکھا۔ امریکہ جماعت کا پروفیشنل فوٹو گرافر ہیر سبرگ کا عزیزم کلیم بھٹی تانک تانک کر میری برتن دھونے کی تصویریں بناتا رہا۔ سالوں بعد میں نے اسے مذاقاً کہا: ''اب تو بس کرو۔ میری پروموشن دیگیں دھونے سے دیگیں پکانے پر ہو گئی ہے۔ تم اب بھی وہی تصویریں بناتے اور دکھاتے ہو۔''

جلسہ سالانہ 1992 شروع ہونے سے ایک رات پہلے جمعرات کو امیر صاحب محترم حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم بھی نیویارک تشریف لے آئے۔ آپ کافی متفکّر تھے؛ کیونکہ لنگر مخالف عناصر نے بڑے

اخلاص اور سچائی سے جو اندازے پیش کیے تھے اور بعض پاکستانی ریستورانوں کے مالک حضرات نے بھی جو نقشہ کھینچا تھا وہ زیادہ حوصلہ افزا نہیں تھا۔ حضرت امیر صاحب مرحوم فرمانے لگے: "کیوں نہ روزانہ ایک وقت کا کھانا ہوٹل والوں سے خرید لیا جائے اور رات کا کھانا لنگر میں تیار ہو جائے۔" اس پر صلاح الدین کہنے لگا:

"تو میاں صاحب! پھر ہوٹل کے بجائے ہم سے ہی خرید لیں۔"

حضرت میاں صاحب مسکرا پڑے۔ فرمایا: "اچھا اللہ تعالیٰ تمہارے کام میں برکت ڈالے۔ تم لوگوں کے لیے خصوصی دعا کرتے ہیں۔"

ہمارا ابتدا ہی سے یہ دستور بن گیا تھا کہ جب ہم مکمل تیاری کے بعد پہلی بار چولہے میں آگ لگاتے تو پہلے سب حاضرین ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ اس وقت اگر کوئی بزرگ، بڑے عہدیدار یا مربی صاحب موجود ہوتے تو قیادت کرتے وگرنہ اکثر یہ سعادت اسی عاجز واحقر کو نصیب ہوتی۔

لنگر کا پہلا دن

جمعۃ المبارک 26 جون 1992 کی صبح دس گیارہ بجے کے درمیان امیر جماعت ہائے امریکہ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم لنگر کا معائنہ کرنے کے لیے تشریف لائے تو ہماری چھ کی چھ دیگیں تیار تھیں۔ آپ کی آمد کے ساتھ ہی فضا نعرۂ تکبیر اور لنگر مسیح موعودؑ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ہماری آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور دل خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز کہ آج ہمیں آقاؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضرت مسیح پاکؑ کے قائم فرمودہ اس عظیم ادارے کے قیام کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

اُس روز لنگر مسیح موعودؑ میں جو آگ روشن ہوئی وہ ربع صدی بعد چراغ سے چراغ جلاتی ہوئی آگے سے آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ آج شمالاً جنوباً، شرقاً غرباً امریکہ کے ہر مشن ہاؤس میں اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی یہ آگ روشن ہے۔ اس کے فضلوں کے ایک ایک قطرے نے ہر سمت دریا بہا دیئے۔ بہت ساری جگہوں پر ڈاکٹر صلاح الدین نے خود جا کر یا ہدایت دے کر وہاں کی ضیافت ٹیموں کی رہنمائی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے تمام ساتھیوں کی عاجزانہ اور مخلصانہ کوششوں کو قبول فرمائے، کوتاہیوں اور غفلتوں کو معاف فرمائے اور احسان اور اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

جلسہ کے اختتام پر جماعت کی طرف سے کھانوں کے نمونے اور نان حضورِ انورؒ کی خدمتِ اقدس میں بھجوائے گئے۔ یہ نان خصوصی ترکیب (recipe) کے تحت، جس میں دودھ اور گھی کی مخصوص مقدار بھی شامل تھی، آرڈر پر تیار کرائے گئے تھے جو پرانے ہو کر بھی سوکھتے یا بُھربُھرے نہیں ہوتے تھے۔ آپؒ نے ڈاکٹر ولی شاہ صاحب کی معرفت اظہارِ خوشنودی فرمایا اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا: "It excels all the food I ever tasted." "آج تک مَیں نے جتنے کھانے کھائے ہیں یہ ان میں سب سے بہترین ہے۔"

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان اور حضورؒ کی شفقتیں اور محبتیں تھیں وگرنہ ہماری عاجزانہ کاوشوں کی کیا وقعت۔ بفضلِ ایزدی پہلے جلسہ پر ہی کھانے کا معیار اور انتظام اتنا اعلیٰ تھا کہ وہ امریکی پیدا وار بچے جنہوں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ پاکستانی کھانے کو ہاتھ نہیں لگائیں گے، چٹخارے لے لے کر کھاتے رہے۔ حقیقتاً یہ صحیح معنوں میں "کم خرچ بالا نشیں" ضیافت تھی۔ کھانے کے فی کس اخراجات بشمول ٹرانسپورٹ اور دیگر بالائی مصارف 69 سینٹ تھے جو کیٹرنگ کی لاگت سے دس گنا کم تھے۔ اور فی الحقیقت ان مصارف کو کم سے کم سطح پر لانے میں ڈاکٹر صلاح الدین اور اس کے ساتھیوں نے انتھک جدوجہد کی اور ہر وہ طریق اختیار کیا جس سے پائی پائی کی بچت ہو سکتی ہو۔ وہ علی الصبح تین بجے سے پہلے سبزی منڈی پہنچ جاتے اور مول تول کر کے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم، اچھا اور سستا مال خرید لیتے۔ گوشت کی خریداری میں بھی بڑی تگ و دو کرنا پڑتی۔ آج سے پچیس سال پہلے حلال گوشت کا عام مارکیٹ میں دستیاب ہونا امر محال تھا۔ صلاح الدین اور اس کے ٹیم ممبرز نے نیویارک، پینسلوینیا اور میری لینڈ کے بڑے بڑے مذبح خانوں (slaughter houses) کے خود چکر لگائے۔ اور بہترین اور سستے جانور چن کر لنگر کے لیے ذبح کرائے۔ اس طریق پر حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کے لیے بہترین حلال اور طیّب اشیا پیش کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کو قبول فرمایا اور ریستوران کاروبار کے ماہرین اور گھاگ مالکان کے اندازوں کو کہ اول تو لنگر چل ہی نہیں سکتا، اور اگر چلا تو پانچ سال میں بند ہو جائے گا، غلط ثابت فرمایا۔ ان احباب نے بعد میں خود اعتراف کیا کہ ان کی رائے درست نہیں تھی اور لنگر چلانا پیشہ ور کاروباری حضرات کے بس کا روگ نہیں، یہ کام صرف بے لوث رضا کار کارکنان (volunteer workers) ہی کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اس رنگ میں بھی پورا فرما دیا کہ نیویارک کا پہلا جلسہ اور لنگر فی الواقع تنبو اور قناتوں میں منعقد ہوا۔ اس

دوران میں بارانِ رحمت بھی ہوئی اور تیز ہوا کی وجہ سے قناتیں اُڑنے لگیں تو خدام بارش میں بھیگتے ہوئے ان کے کونوں پر کھڑے ہو گئے تا کہ خواتین کے جلسہ گاہ کا پردہ قائم رہے۔

لنگر مسیح موعودؑ کا دھیرے دھیرے سفر

سیّدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقدس مشن کا یہ قافلہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتا گیا۔ دو سال نیویارک کی سرزمین کو برکت بخشنے کے بعد واشنگٹن کے نواح میں اپنے نئے ہیڈ کوارٹرز کا رخ کیا۔ میری لینڈ (Maryland) کے شہر سلور سپرنگ (Silver Spring) میں مسجد "بیت الرحمان" کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔ 1994 کا جلسہ وہیں پر اکتوبر کے مہینے میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مسجد کے افتتاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بنفسِ نفیس تشریف لا رہے تھے۔

مَیں فروری 1994 میں کیلیفورنیا نقل مکانی کر گیا تھا۔ میری والدہ جو صلابتِ جگر (liver cirrhosis) کے باعث علیل تھیں، اُن دنوں میرے ساتھ رہ رہی تھیں۔ انہیں شدید تمنا تھی کہ 14 اکتوبر کو مسجد "بیت الرحمان" کے افتتاح کے موقع پر پہنچ سکیں۔ میں بھی تڑپ رہا تھا کہ جلسہ اور لنگر کی ڈیوٹیاں میرا انتظار کر رہے ہیں، مگر کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اچانک میری چھوٹی ہمشیرہ اپنے خاوند اور بچوں سمیت کچھ دن کی چھٹی لے کر ہمیں ملنے کے لئے آئی۔ ان کی آمد پر ہم نے وین کرائے پر لی اور سان فرانسسکو سے مسلسل پچاس گھنٹے ڈرائیو کرتے ہوئے جمعہ سے کچھ پہلے "بیت الرحمان" پہنچ گئے۔

لنگر کا بندوبست بھی مسجد کے احاطے میں کھلی جگہ پر ٹینٹوں تلے کیا گیا تھا۔ میرے ساتھیوں نے اپنی محبت کے اظہار کے طور پر اللہ اکبر اور لنگر مسیح موعودؑ زندہ باد کے نعرے بلند کر کے میرا استقبال کیا۔

اگلے چند سال جلسہ سالانہ مسجد "بیت الرحمان" کے احاطے میں ٹینٹوں میں ہوتا رہا۔ مگر بعد ازاں جگہ کی قلت اور دوسری دشواریوں کے پیش نظر اسے مسجد سے 41 میل جنوب مغرب میں ورجینیا سٹیٹ کے شہر شنٹلی (Chantilly) کے Dulles Expo Center میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ 1999 اور 2000 کے جلسے وہیں پر منعقد ہوئے۔ اس جگہ پروگراموں کے لئے بڑے ہالوں کے علاوہ لنگر کے لئے بھی مسقف جگہ دستیاب تھی؛ چنانچہ پہلی بار ہمیں ایک سیمنٹڈ فرش پر چولہے سیٹ کرنے کا موقع ملا۔ یہاں بھی ورجینیا سٹیٹ کے قوانین کے مطابق سٹیٹ کے فوڈ لائیسنس ہولڈر احمدی ورکرز کی خدمات حاصل کرنا پڑیں اور بعض مشکل مراحل کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ساری دشواریاں دور فرما دیں۔

آئندہ کچھ سالوں کے جلسے مسجد "بیت الرحمان" (2001 سے 2004 تک) اور Dulles Expo Center (2005 تا 2009) میں ادلتے بدلتے رہے۔ اس دوران میں یہ احساس بڑھتا جا رہا تھا کہ واشنگٹن کے نواح کی وجہ سے ورجینیا سنٹر چھوٹا ہونے کے باوجود بہت مہنگا پڑ رہا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تگ و دو کے بعد ایک ایسی جگہ دکھائی دی جو بہت زیادہ دور نہ ہونے کے باوجود نسبتاً کم قیمت اور بہتر فیسلیٹی تھی۔ یہ جگہ مسجد "بیت الرحمان" سے 105 میل شمال میں ہمسایہ سٹیٹ پنسلوینیا کے دارالحکومت ہیر سبرگ کا (Expo Center) Farm Show Complex تھا۔ 2010 سے امریکہ کا جلسہ سالانہ یہیں منعقد ہو رہا ہے۔ یہاں پر ہمیں لنگر کے لئے وسیع جگہ اور بہتر سہولتیں میسر آ گئیں۔ یہاں کی انتظامیہ اور ریاستی قوانین بھی زیادہ دوستانہ تھے۔

پہلی بار جب فوڈ انسپکٹر معائنہ و تفتیش (inspection) کی غرض سے آیا تو ڈاکٹر صلاح الدین سے کہنے لگا: "میں تو صرف B.Sc. ہوں اور تم اسی فیلڈ میں Ph.D. ہو۔ میں تم سے کیا سوال کروں؟" اور جب اسے علم ہوا کہ ہم بیس سال سے رضاکارانہ (volunteer) کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی تسمّمِ غذا (food poisoning) کا کوئی کیس نہیں ہوا، نہ ہی تعفن زدگی کے باعث کوئی کھانا قابلِ اِتلاف سمجھا گیا ہے تو وہ بہت متاثر ہوا اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا کر چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی حاضری بھی تین ساڑھے تین ہزار سے بڑھ کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر گیارہ بارہ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ اس فیسلیٹی میں ہمیں جلسہ کی دیگر سرگرمیوں کے علاوہ لنگر کے لیے جو ہال ملا اس میں بڑے بڑے نکاس پنکھے (exhaust fans) اور ٹرانسپورٹ کے ٹرکوں اور ویگنوں کے لیے اونچے گیٹ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں اتنی وافر جگہ موجود ہے کہ پچھلے سال ہم نے تجربہ کے طور پر مختلف ٹیموں کے دو علیحدہ لنگر سیٹ کیے۔ چائے اور پرہیزی کھانے (non-spice food) کے لیے ہمیشہ سے الگ چولہے مختص کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ لنگر کے

ابتدائی سالوں ہی سے ہمیں پرہیزی کھانے (non-spice food) پکانے کے لیے برادرم کریم داد کی صورت میں ایک نہایت تجربہ کار، محنتی اور سرگرم رکن مل گیا۔ دھیمے اور ٹھنڈے مزاج کا یہ شخص انتہائی خاموشی اور لگن سے اپنا کام کیے جاتا ہے۔ بسا اوقات اکیلے ہی سینکڑوں افراد کا کھانا تیار کر دیتا ہے۔ اس کے کام کا پتا ہی نہیں چلتا کہ یہاں کچھ ہو بھی رہا ہے یا نہیں۔ یہی ایک اعلیٰ کارکردگی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور باقی تمام کارکنوں کو اجرِ عظیم اور جزائے خیر دے۔ آمین۔

اصولِ طباخی میں احتیاطی تدابیر

کھانے کو غذائی زہریت (food poisoning) اور معدہ کی جلن (heart burning) سے بچانے کے لئے ڈاکٹر صلاح الدین نے بڑی ٹیکنیکل ریسرچ کی کہ ہم کھانوں میں جو مصالحہ جات ڈالتے ہیں ان کی وجہ سے یہ تکالیف شروع ہوتی ہیں۔ مصالحے اگر پرانے ہو جائیں تو ان سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں؛ چنانچہ ہم نے شروع ہی سے تازہ ثابت مصالحے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ یعنی جب انہیں استعمال کرنا ہوتا اسی وقت گرائنڈر میں پیسا جاتا۔ اس سے وہ قدرتی تیل اور خوشبو محفوظ رہتی ہے جس کے خشک ہونے کی وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اور کھانے میں پرانے مصالحوں کی نسبت چار گنا کم مقدار کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کُکنگ آئل کے طور پر canola (جو سرسوں کی اعلیٰ قسم ہے) استعمال کیا جاتا ہے جس میں جمنے کی کم خاصیت ہے اور کولسٹرول بھی نہیں ہے۔ کئی لحاظ سے یہ زیتون (olive oil) سے بھی اچھا اور کم قیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی خاص حکمت نے شاید اسی لیے ڈاکٹر صلاح الدین کو اس فیلڈ میں پی-ایچ-ڈی کرنے کی توفیق دی کہ وہ لنگر کی ذمہ داریوں کے دوران میں ان سائنسی علوم و فنون سے بہتر رنگ میں استفادہ کر سکے۔ اور بحمد للہ یہ ہو بھی رہا ہے۔ سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2012 میں امریکہ کے لنگر کا معائنہ کرتے ہوئے ازراہِ مزاح وخوشنودی فرمایا:

"یہاں سائنس زیادہ چلتی ہے۔"

غیر معمولی تائیدی اور سبق آموز واقعات

لنگر مسیح موعودؑ کی یہ داستان بڑی حسین اور طویل ہے۔ اس کی تمام جزئیات بیان کرنا بہت زیادہ طوالت کا باعث بن جائے گا۔ یہاں صرف بعض ایسے واقعات اور امور پیش کیے جارہے ہیں جن سے کسی نہ کسی رنگ میں سبق سیکھا اور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

دنیا میں ادارے قائم ہوتے رہتے ہیں اور ان کی تاریخ بھی مرتب ہوتی رہتی ہے۔ مگر الٰہی ادارے جس غیبی نصرت و حمایت کے حامل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جو سامان پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں وہ بذاتِ خود ایک سبق آموز تاریخ اور سبیلِ سفر بن جاتے ہیں۔ اس ضمن میں چند ایک واقعات ازدیادِ ایمان کی خاطر پیشِ خدمت ہیں یہ واقعات حتی الوسع حقائق پر مبنی ہیں مگر اس احتیاط کے باعث کہ کہیں تصنع، لفاظی یا کسی کی دلآزاری نہ ہو، انفرادی ناموں سے عمومی طور پر گریز کیا گیا ہے۔

"یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہیں"

لنگر مسیح موعودؑ سے وابستہ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ فضلوں اور برکتوں کے عجیب نشان رکھ چھوڑے ہیں۔ اور اس سلسلے میں بعض سبق آموز واقعات میں تربیت و اصلاح کے رموز بھی دکھائی دیتے ہیں۔

نیویارک جلسہ سالانہ 1993 میں ہمارا لنگر کا دوسرا سال تھا۔ پہلے سال کی غیر معمولی کامیابی سے ہمارے حوصلے بلند تھے۔ خدا جانے اس کی کس حکمت کے تحت انتظامیہ نے کھانے کا جو طعام نامہ (menu) بنایا اس میں ہفتہ کی شام صرف چاول اور سالن تھا۔ چاول کی چھ دیگوں کی تیاری میں بڑی محنت اور وقت صرف ہوا۔ انہیں بڑے شوق اور فخر سے تیار کیا جارہا تھا۔ مگر ہمارے کارکنوں کو ان غیر معمولی ضخامت والی دیگوں اور تیز برنر والے چولہوں کی آگ کا زیادہ تجربہ اور اندازہ نہیں تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ بارش کے باعث چولہے بجھ گئے اور کنٹرول نہ رہا۔ نتیجۃً ساری کی ساری دیگیں جل گئیں (جنہیں ہم پنجابی میں کہتے ہیں "لگ گئیں")۔ ان میں جلنے کی بُو اور سڑاند پھیل گئی اور وہ استعمال کے قابل نہ رہیں۔ فوری طور پر روٹی اور سالن کھانے کے لئے پیش کر دیئے گئے اور جلسے کے عام حاضرین کو اس بات کا علم بھی نہ ہو پایا۔

اس افراتفری کے بعد جب ذرا سکون ہوا تو میرے بہت پیارے زیرک و فہیم دوست مولانا انعام الحق کوثر صاحب (حال امیر و مبلغ انچارج آسٹریلیا)، جنہوں نے سب سے پہلے امریکہ میں میرا استقبال کیا اور پھر ہمیشہ کے لیے محبت کے رشتوں میں جکڑ لیا، کہنے لگے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بشارت دی گئی تھی 'یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہیں۔' چاولوں کا اس میں کوئی ذکر نہیں

ہے۔ جس دعوت میں تم نے نان (روٹی) ہی نہیں رکھے، اس میں برکت کیسی؟"

اوہ میرے خدا ــــــ! میں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ یہ ہم سے کیا حماقت ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے کبھی کسی ضیافت کو نان (روٹی) سے کلیۃً محروم نہیں رکھا۔

چائے پلانے کے لیے پانچ سال انتظار

لنگر کے ابتدائی سالوں میں "بیت الرحمان" کے احاطے میں جلسوں کے دوران میں ہمیں ایک مستقلاً شیڈ بنا دیا گیا جس میں فریزر، برتن اور ضرورت کی دوسری چیزیں رکھ لی جاتیں۔ کھانا پکائی اور صفائی دھلائی کا کام بھی اس سے ملحقہ حصہ میں کیا جاتا۔ جون جولائی کی شدید گرمیوں میں بسا اوقات بغیر سایہ کے تپتی دیگوں کو ہینڈل کرنا جان جوکھوں کا کام دکھائی دیتا تھا۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا کرم ہے کہ تمام مراحل بخیر و خوبی انجام پذیر ہوتے چلے گئے۔ اس دوران میں جلسہ پر آئے ہوئے دوست احباب بھی ملنے کے لیے چلے آتے۔ اکثر یہ بھی ہوتا کہ اگر کھانے کے خیمہ (marquee) میں کوئی شے میسر نہ ہوتی یا پسند نہ آتی تو وہ لنگر کا رخ کرتے۔ اور بعض ذاتی تعلقات کی بنا پر "تکلیف مالا یطاق" بن جاتے۔ اگرچہ اس جگہ ان کی خدمت ہماری ذمہ داری نہ تھی، پھر بھی چونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان تھے اس لیے ان کی دلداری کی خاطر اکثر غیر ضروری بوجھ بھی اٹھانا پڑتا۔

ایک بار یہ ہوا کہ مہمانوں کو کھانا کھلانے سے پہلے بغیر اجازت کھانا ڈال کر دینے پر ڈاکٹر صلاح الدین اپنے رضاکاروں پر ناراض ہو رہا تھا اور بڑی گرما گرمی کا عالم تھا۔ فضا کافی بوجھل اور مکدّر ہو چکی تھی۔ اتنے میں میرا ایک بے تکلف دوست جس کے شہر میں مَیں نے امریکہ قیام کے ابتدائی سال گزارے تھے وہاں چلا آیا اور کہنے لگا: "چائے پلاؤ۔" میں بھی بری طرح الجھا ہوا تھا۔ وہاں چائے تھی بھی نہیں اور ہم اس وقت بنا بھی نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے روکھے انداز میں کہہ دیا: "یہاں چائے نہیں ہے۔" وہ چلا گیا ــــــ مگر مَیں اپنا دل پکڑ کر رہ گیا کہ مَیں نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا۔ مَیں مدتوں اس قلق اور خلش کو دل میں لیے رہا۔ کوئی پانچ سال بعد ڈیٹرائٹ میں ایک شادی کی تقریب میں اسے دیکھا۔ مَیں نے اپنے ہاتھ سے چائے کا ایک کپ بنا کر اسے پیش کیا اور کہا:

"یہ لو! یہ تمہاری جلسہ سالانہ پر لنگر خانے والی چائے ہے۔" اس نے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگا: "مجھے یاد ہے۔" میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

یہ مسیحِ موعودؑ کا کام ہے کسی کے باپ کا نہیں

لنگر خانے کا ایک بہت پرانا اور منجھا ہوا ورکر "بیت الرحمان" میں ہونے والے ایک ابتدائی جلسہ میں جمعرات کی شام کافی الجھا ہوا چولہے فٹ کر رہا تھا۔ کسی چولہے میں ایک پرزہ غائب ہے تو کسی میں دوسرا۔ سارے چولہوں کو ٹیسٹ بھی کرتا جا رہا تھا۔ یہ نوجوان (جو اب ادھیڑ عمر ہو چکا ہے اور اس کے بچے بھی بیاہے جا رہے ہیں) بہت سخت محنت اور اطاعت کرنے والا مگر طبیعت کا بھی ذرا تیز تھا۔ اس کی کسی بات پر ناراض ہو کر افسر جلسہ سالانہ نے حکم دیا کہ اس کے کام کی ضرورت نہیں، وہ وہاں سے جا سکتا ہے۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔ رات گئے جب سب لوگ چلے گئے تو سیکیورٹی والوں نے دیکھا کہ لنگر ایریا میں کچھ ہل جل ہو رہی ہے۔ قریب پہنچنے پر پتا چلا کہ وہی ورکر خاموشی سے چولہے سیٹ کر رہا ہے۔ سیکیورٹی والے نے کہا: "تمہیں تو یہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ تم پھر آ گئے ہو؟" اس نے بھی تڑخ کر جواب دیا: "یہ مسیح موعودؑ کا کام ہے، کسی کے باپ کا نہیں۔ میں اس وقت نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔ صبح چولہے کیسے جلیں گے۔" افسر صاحب جلسہ سالانہ بھی یہ سب کچھ چھپ کر خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ آگے بڑھے، اسے پیار کیا اور گلے لگا لیا۔

ایک پلیٹ بارہ مہمان

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ و سلم کو اللہ تعالیٰ نے جو قوتِ قدسیہ اور معجزات عطا فرمائے کہ تھوڑا سا کھانا بے شمار لوگوں کی خوراک بن گیا اور دودھ کا ایک پیالہ بیسیوں افراد کو نسوں تک سیر اب کر گیا، وہ دراصل اپنے ربّ پر توکل، یقین اور محبت کا سبق دینے کے لیے ہیں کہ آپ ﷺ کے غلام بھی ان مقدس قدموں کی پیروی کر کے ان فیوض سے بہرہ ور ہوں۔ اگر نورِ بصیرت ہو تو ہر کوئی اپنی زندگی میں ایسے مشاہدات کرتا رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے معجزانہ تصرف، غیر معمولی فضلوں اور انعاموں کا باعث بنتے رہتے ہیں۔

ایک دفعہ مسجد فلاڈلفیا میں جماعت کی ذیلی تنظیموں کا اجلاس ہو رہا تھا۔ اطفال، خدام اور انصار سب کے لیے مشترکہ ضیافت کا بندوبست تھا۔ میرے بیٹے کی ڈیوٹی کھانے کی تیاری اور سروس پر لگی ہوئی تھی۔ مجلس انصاراللہ کی میٹنگ سے فارغ ہو کر جب میں نچلی منزل میں کھانے کی میز پر پہنچا تو دیکھا کہ میرا بیٹا سب کو کھلا کر چاول اور سالن کی ایک پلیٹ ہاتھ میں لیے کھڑا ہے۔ مجھے پوچھنے لگا: "آپ نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ہے؟" "نہیں، ابھی ابھی میٹنگ سے

فارغ ہو کر آرہا ہوں۔" مَیں نے جواب دیا: "تو پھر یہ پلیٹ آپ لے لیں۔ مَیں نے سب کو کھلانے کے بعد اپنے لیے نکالی تھی۔ اب اور کھانا نہیں ہے۔"

مَیں نے وہ پلیٹ اس کے ہاتھ سے لے تو لی مگر میرا دل بھر آیا کہ یہ بچہ صبح سے کھانے کی تیاری اور سروس میں لگا ہوا ہے اور اب یہ قربانی دے رہا ہے کہ اپنے حصے کا کھانا بھی مجھے دے رہا ہے۔ اس کے اپنے کھانے کو کچھ بھی نہیں بچا۔ ابھی میں کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ دوسری منزل سے دس بارہ انصار مجلس عاملہ کی میٹنگ سے فارغ ہو کر نیچے آ گئے۔ اب کسی کے لیے بظاہر کوئی کھانا نہیں تھا، سوائے تھال میں پڑے ہوئے کچھ چاول، ڈونگے میں سالن کی تلچھٹ اور ایک بھری پلیٹ جو میرے ہاتھ میں تھی۔ مَیں نے اپنے بیٹے کو وہ پلیٹ تھماتے ہوئے ہدایت کی کہ اسے بھی واپس تھال میں ڈال دو اور سالن کی پلیٹ ڈونگے میں۔ اور اوپر سے ایک طرف سے ڈھکنے سے ڈھانک دو۔ یہ کہہ کر مَیں اِدھر اُدھر ٹہلتا رہا اور دعا کرتا رہا کہ خدایا! میرے بچے نے اپنے حصے کا کھانا بھی دوسروں کو دے دیا ہے۔ اس کی قربانی کو قبول فرما اور ان مہمانوں کی حاجت روائی فرما۔ پندرہ بیس منٹ بعد مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی معجز نمائی سے وہ سب مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھا چکے ہیں اور ابھی بھی کچھ چاول اور سالن کی تلچھٹ ڈونگے میں موجود ہے، جسے مَیں نے بھی سب سے آخر میں برکت کے طور پر کھالیا۔

لجنہ اور لنگر ڈیوٹیاں

لنگر مسیح موعودؑ کے قیام واستحکام میں جماعت احمدیہ کی خواتین نے بھی ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ لجنہ ضیافت کی ڈیوٹیوں پر متعین انتظامیہ اور خاص طور پر منتظمہ اعلیٰ نے ہمیشہ غیر معمولی تعاون اور اعانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور بسا اوقات بہت قیمتی مشوروں سے ہماری مدد بھی کی۔ بچوں، بوڑھوں اور مختلف النوع مزاج کی حامل خواتین کی ضروریات کا خیال رکھنا اور حتی المقدور کسی بھی قسم کی شکایت کا موقع نہ دینا آسان کام نہیں۔ لیکن جس صبر، حوصلے اور تحمل سے وہ یہ کام سر انجام دیتی ہیں اس کا تصور جماعت احمدیہ سے باہر روئے زمین پر کہیں ممکن نہیں۔ لنگر خانہ میں لجنہ کا بالواسطہ اور بلاواسطہ تعاون ہمیں ہمیشہ حاصل رہا ہے۔ لیکن ایک موقع پر لجنہ سے براہِ راست کھانا پکوانے کی خدمات بھی حاصل کرنا پڑیں۔

1994 سے 1996 تک میرا قیام کیلیفورنیا میں تھا۔ وہاں پر ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں ویسٹ کوسٹ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے جس میں کم و بیش آٹھ سو ہزار کی حاضری اُس وقت ہو جایا کرتی تھی۔ اکتوبر 1994 میں مسجد "بیت الرحمان" کے افتتاح اور لنگر ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر واپس پہنچا تو میرے عزیز دوست مولانا انعام الحق کوثر صاحب نے، جو اُن دنوں لاس اینجلز جماعت میں مربّی سلسلہ کے فرائض انجام دے رہے تھے، مجھے پکڑ لیا اور فرمانے لگے:

"اِس دفعہ ویسٹ کوسٹ جلسہ میں ضیافت کی ذمہ داری بے ایریا (Bay Area) کی جماعتوں (سان فرانسسکو، سان ہوزے) کی ہے اور تم اس کے انچارج ہو گے۔"

مَیں نے بہت منت سماجت کی کہ مَیں تو صرف برتن دھونے اور صفائی کا کام جانتا ہوں۔ کھانا پکانے کا مجھے کوئی تجربہ نہیں۔ اور اتنی بڑی ذمہ داری ہماری چھوٹی سی جماعتوں کے بس کا روگ نہیں۔ یہ لاس اینجلز کے تجربہ کار احباب کے سپرد ہی رہنے دیں۔ مگر مولانا بضد رہے اور ایک مشکل سامینیئو بھی تھما دیا کہ اس کے مطابق کھانا تیار ہونا چاہیے۔

"حکم حاکم مرگِ مفاجات!" جماعت کے دوست احباب کو اکٹھا کیا۔ وہ تیار تو ہو گئے مگر کوئی بھی فی ذاتہٖ کھانا پکانے کی مہارت نہ رکھتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنی بیوی سے کہا: "بھاگ بھری! اب تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" وہ بخوشی راضی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کھانا پکانے میں یوپی اور پنجاب کے امتزاج کا اچھا ذوق عطا کیا ہے۔ وہ سارا وقت کُکنگ ایریا میں ہماری مدد کرتی رہتی۔

وہاں چولہے بہت اونچے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جس دیگچے میں کھانا پکایا جا رہا تھا، اس کا قُطر بہت چھوٹا اور اونچائی بہت زیادہ تھی۔ سان ہوزے (San Jose) والے اب تک ہنستے رہتے ہیں کہ بشریٰ باجی کرسی پر چڑھ کر دیگچے میں چمچے ہلاتی تھیں۔ مگر اُن کھانوں کی لذت اب بھی یاد کرتے ہیں۔

1600 ڈالر کی دیگ کا ضیاع

دیگوں پر کام اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحم کے بغیر ممکن نہیں۔ بعض احباب بڑے شوق سے آتے ہیں مگر اپنے اناڑی پن کی وجہ سے نقصان کا باعث بن جاتے ہیں۔ ایسے دوستوں کے کام کی مسلسل نگرانی کرنا پڑتی ہے۔ اب میری ڈیوٹی زیادہ تر دیگوں کی نگرانی پر ہوتی ہے۔ مصالحہ جات کی تیاری صلاح الدین خود کرتا ہے اور کبھی کبھار اگر مدد کی ضرورت ہو تو نیویارک کا پرانا ناظم ضیافت نعیم، ہیر سبرگ کا توفیق، نیویارک کا منصور اور ورجینیا کا مدثر اس کے معاون ہوتے ہیں۔ اٹھارہ بیس سال دیگوں پر مسلسل کام کرنے سے مجھے تھوڑا بہت اندازہ ہو گیا

ہے کہ کس وقت دیگ کا مصالحہ اس کی تہہ میں جمنا شروع ہو گا اور کس وقت وہ "لگ" جائے گا۔ یعنی جلنے کی بُو دے جائے گا۔ ہر ایک دیگ کو اس کے میٹیریل، پیندے کی ساخت اور اس کی مسخ شدہ سطح اور خمیدگی (curved or crooked surface) کے ساتھ جانچنا پڑتا ہے۔ ایک جیسی آگ اور ایک ہی وقت پر شروع کرنے کے باوجود ہر دیگ اپنے ڈھنگ اور مزاج کے مطابق نتائج نکالے گی۔ اگر دیگ تھوڑی بہت "لگ" جائے اور جلنے کی بُو ابھی شروع ہوئی ہو تو اسے قابو کیا جا سکتا ہے۔ مگر چند لمحوں بعد اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ اس کے کھانے کے میٹیریل کو کسی دوسری خالی دیگ میں پلٹ کر پکایا جائے۔ اور اس کی "اضافی خوشبو" کا "علاج" کیا جائے۔ لیکن اگر بات اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو ضائع کیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

ہمارے دیسی لوگ اس "بُو" کو پہچانتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایسا تو نہیں کیا جا سکتا جیسے نیوجرسی کے خداموں نے کیا، جنہوں نے ایک بار پرانی اشیائے فروخت کے بازار (flea market) میں تبلیغی سٹال لگایا ہوا تھا۔ وہاں جو چاول پکائے گئے وہ "لگ" گئے۔ یعنی ان میں جلنے کی بُو پھیل گئی۔ حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق ان میں کوئی مضرِ صحت عنصر نہیں تھا، تاہم انہیں کھانے کے لیے کوئی راضی نہیں ہو پا رہا تھا۔ ایک صاحب کو یہ ترکیب سوجھی کہ اسے ضائع کرنے کے بجائے "Smoked Rice" کا بورڈ لگا کر ڈالر ڈالر کی پلیٹ بیچنا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں وہ سارا سامان بِک گیا۔

ہمارے لنگر کا ایک سینئر رکن جو بہت مخلص اور وفا شعار ہے، مگر اپنی تلوّن مزاجی کی وجہ سے کوئی کام زیادہ ٹِک کر نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ وہ ایک دیگ پر کام کر رہا تھا۔ مَیں نے اسے بار بار تنبیہ کی کہ جس طرح وہ اسے ہینڈل کر رہا ہے، وہ جل جائے گی۔ مگر ساتھ ساتھ اسے دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ مجھے کسی مجبوری کے تحت دوسری طرف جانا پڑا۔ واپس آیا تو وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ وہ دیگ جل کر مکمل طور پر ضائع ہو چکی تھی۔ مَیں آپے سے باہر ہو گیا اور اس کی ایسی خبر لی کہ غریب کو اس وقت وہاں سے ہٹ جانے میں ہی عافیت محسوس ہوئی۔

بعد میں میری غیر موجودگی میں جب سب کارکن بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نوجوان نے صلاح الدین سے پوچھا:

"ڈاکٹر صاحب! آپ کی طبیعت کی گرمی تو ہمیں سمجھ میں آتی ہے۔ مگر یہ انکل راجیکی کو آج کیا ہوا۔ وہ تو عام طور پر خاموش طبع، ہنس مکھ اور ٹھنڈے مزاج کے مالک ہیں۔ ان کا پارہ کیوں اتنا گرم ہو گیا؟"

صلاح الدین نے جواب دیا: "تمہیں علم ہے اس دیگ پر سولہ سو ڈالر کی لاگت آتی ہے۔ ذرا سی غفلت سے جماعت کی اتنی قیمتی رقم ضائع ہو گئی۔ یہ تو براہِ راست اس چندے کا ضیاع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے لیے خود قائم فرمایا۔ اگر ہمیں یہ درد نہ ہو اور اس امانت کی قدر کرنے والے نہ ہوں تو خدا جانے کیا حساب ہو؟ امتیاز تو وہ شخص ہے جو سولہ سینٹ کی روٹی کا ضیاع بھی برداشت نہیں کرتا۔ وہ زمین سے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر کھاتا ہے۔"

اور حقیقت بھی یہی ہے۔ مَیں خوف سے کانپ جاتا ہوں کہ نعوذ باللہ کہیں ہم مسیحِ پاکؑ کو عطا کیے ہوئے مائدے کی بے قدری اور ضیاع کرنے والے نہ بن جائیں۔ یہ ایک مقدس امانت ہے، جس کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کا تو کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مگر مَیں اس خوف سے لرزتا رہتا ہوں کہ کہیں اس ذمہ داری کے کسی لمحے کا حساب نہ ہو جائے۔ اور شاید صلاح الدین اور مجھ میں یہی ایک قدر مشترک ہے جس نے ہماری بُعد المشرقین طبائع کے باوجود ہمیں ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیا۔ ہم میں اتنی مفاہمت، یگانگت اور محبت پیدا کر دی۔

پہلی حکم عدولی

ایک جلسہ کے موقع پر نئے افسرانِ بالا نے بہت اچھی اچھی تبدیلیاں کیں اور کارکنان کی سہولت اور دلجوئی کے سامان بھی کیے۔ مَیں سمجھتا ہوں انہوں نے یہ سب کچھ بڑے اخلاص سے دیانت داری پر مبنی حکمتِ عملی سے کیا۔ مگر بعض امور کی بے جا تکرار میری اپنی "کم نظری" یا "شامتِ اعمال" کے باعث مجھے کچھ بوجھل بوجھل سی دکھائی دینے لگی۔

ہم لنگر کے کارکنوں کے لئے دورانِ ڈیوٹی ناشتہ میکڈانلڈز (McDonalds) اور ڈنکن ڈونٹ (Dunkin Donuts) سے آنے لگا۔ ایک آدھ چرغہ نما لنچ بھی کسی ریستوران سے آیا۔ اور جب عین کام کے ازدحام (rush-peak time) میں ایک بڑے سے آراستہ (decorated) کیک کے گرد سب کو اکٹھا کر کے میری سینیارٹی کے پیش نظر کہا گیا کہ راجیکی صاحب کیک کاٹنے کا افتتاح کریں تو مَیں عاجزی اور احترام کے ساتھ فی الواقعی دونوں ہاتھ جوڑ کر معذرت کر کے ایک طرف ہٹ گیا۔ بعد میں مَیں نے ان سے پرائیویٹ ملاقات کا وقت لیا اور دوبارہ معافی مانگتے ہوئے عرض کیا:

"آپ نے مجھے کیک کاٹنے کا حکم دیا تھا اور مَیں نے شاید پہلی بار کسی افسر کی

حکم عدولی کی ہے۔ مگر جس قسم کی صورت حال پیدا ہو گئی تھی وہ میرے جیسے کم فہم کے ادراک سے بالا تر تھی۔ دیکھیں! ہم لنگر مسیح موعودؑ کے کارکنان ہیں۔ ہماری ڈیوٹی آپؑ کے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنا اور ان کی خدمت کرنا ہے۔ ہم کوئی اور کام نہیں کر رہے بلکہ انہی کی ضیافت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ کم از کم مجھے تو یہ گوارا نہیں کہ وہ تو ناشتہ کیک رس، سادہ بیگل اور چائے کا کریں اور ہمارے لیے ہوٹلوں سے سینڈوچ اور کافی آئے۔ مسیحِ موعودؑ کے مہمان تو لنچ میں دال روٹی کھائیں اور ہم ان کے خادم ریسٹورانوں کے چرغے اور کیک اڑائیں۔"

مَیں نے مزید عرض کیا: "مَیں بڑے شوق اور شکر گزاری سے آپ کی اس دعوت میں شامل ہوتا اگر یہ ہماری ڈیوٹی شروع ہونے سے پہلے یا ختم ہونے کے بعد ہوتی۔ اس قسم کا امتیازی سلوک ان ورکرز کے لیے بجا ہے جو باہر دھوپ میں سیکیورٹی کی ڈیوٹی دے رہے ہوں یا MTA میں کام کر رہے ہوں جہاں سے وہ ایک منٹ کے لیے ہل نہیں سکتے۔ ان کے لیے اگر پیزا (pizza) وغیرہ منگوایا جاتا ہے تو جائز ہے۔ مگر ہم لوگ جن کا کام ہی کھانا پکانا ہے، ان کے لیے تو وہی ہونا چاہیے جو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے دوسرے مہمانوں کے لیے ہے۔"

انتظامی تبدیلیاں - جانشینوں کی تلاش

دنیا میں لوگ اپنی روایت و میراث (legacy) قائم کرنے کے لیے اس تگ و دو میں لگے رہتے ہیں کہ کاش وہ کوئی ایسا کام کر جائیں جو کسی کے بس کا روگ نہ ہو اور کوئی ان سے آگے نہ بڑھ پائے۔ مگر الٰہی جماعتوں اور خدا تعالیٰ کے خالص بندوں کا یہی وتیرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقلدین کو اس طرح تیار کریں کہ جس مقام اور رفتار پر انہوں نے کارواں چھوڑا ہے ان کے پیروکار اس سے زیادہ سرعت اور مستعدی سے اگلی منزلیں طے کرتے چلے جائیں۔ اسی سوچ کے پیشِ نظر جلسہ 2001 کے اختتام پر مَیں نے ڈاکٹر صلاح الدین سے کہا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے لنگر کے کامیاب و کامران قیام کو آج دس سال گزر چکے ہیں۔ اب یہ ادارہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہو چکا ہے۔ اب ہمیں اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ ہم ایسے نوجوانوں کو تیار کریں جو جانشینی کا حق ادا کریں اور امام الزمانؑ کے اس قافلے کو فتح و ظفر سے ہمکنار کر کے اگلی منزلوں کی طرف رواں دواں کرنے والے ثابت ہوں۔"

چنانچہ مَیں نے کچھ ناموں کی سفارش بھی کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے چند سالوں میں ان میں سے کئی ایک نکھر کر سامنے آ گئے اور بڑی بڑی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے تیار ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جلسہ کی ڈیوٹیوں اور خاص طور پر لنگر کی آگ میں جھلسنے کا مزہ ہی ایسا ہے جو ایک بار اسے چکھ لیتا ہے وہ کہیں اور جانے کا نام نہیں لیتا۔ اس سفر میں ہمارا ساتھ دینے والے بچے جوان ہو گئے، جوان بوڑھے ہو گئے۔ مگر ایک بار جو ساتھ ہو لیا اس نے کبھی ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ جلسہ کی ڈیوٹیوں کے لیے بلائے جائیں یا نہ، مسیحؑ کے یہ دیوانے پروانوں کی طرح لنگر میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ چاہے آگ برساتی دھوپ ہو یا تپتی دیگوں کی جھلس، کسی لب نے شکوہ کشائی کی نہ کسی نے میدان سے پیٹھ دکھائی۔

ایک اور سبق

کچھ اسی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے بعض انتظامی مصلحتوں اور تجربوں کے تحت جلسہ کی اعلیٰ انتظامیہ نے تین سال قبل یہ فیصلہ کیا کہ لنگر کے نظم و نسق میں تبدیلی کی جائے اور کھانا پکانے کی ذمہ داری ایک دوسری نظامت اور ٹیم کے سپرد کی جائے۔ مجھے اور میرے بیٹے کو اس نو آموز ٹیم کے ساتھ حسبِ سابق ادنیٰ کارکنوں کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا۔ اس یکلخت تبدیلی سے کئی نئی دشواریوں اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ دو سال بعد پرانی انتظامیہ اور آزمودہ کار رضاکاروں کو دوبارہ خدمت کا موقع دیا گیا کہ شاید یہی ان کا بہترین حل ہے۔ اس سے کچھ مسائل حل ہو گئے اور کچھ ویسے ہی رہے۔

اس سے مَیں نے یہی سبق سیکھا کہ کسی بھی نظام یا کاروبار کی کامیابی کا سارے کا سارا دارومدار محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم پر ہے۔ کسی بھی فرد یا ادارے کے آنے یا جانے سے خدا تعالیٰ کے کام رکتے ہیں نہ آگے بڑھتے ہیں۔ ہمیں افراد یا وسائل کے بت نہیں بنا لینے چاہییں۔

"البرکت للہ - العزت للہ - الرزق للہ - الحمد للہ"

جلسہ کے ایام میں لنگر کے کھانوں کے لیے بڑے اندازوں اور حسابوں کے ساتھ کھانا تیار کیا جاتا ہے اور حتی المقدور یہی کوشش ہوتی ہے کہ کھانا ضائع نہ ہو اور کم بھی نہ پڑے۔ مگر ہزاروں افراد کے لیے بنائے گئے کھانے میں بعض اوقات ان دیکھی ناگہانی صورت حال کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے۔ اور کسی موقع پر کھانا کم پڑ جانے کی بھی شکایت ہو جاتی ہے۔ ہم نے حفظِ ماتقدم کے طور پر تیاری کر چھوڑی ہوتی ہے۔ عموماً دیگ میں پانی ابل رہا ہوتا ہے اور مسور کی دال بیس منٹ میں تیار ہو سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ صرف اس کی ذات ہی

ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اس کے علاوہ ہر شے مجموعۂ اضداد اور خوبیوں خامیوں کا مرکب ہے۔ چاہے کتنی احتیاط اور تجربوں پر مبنی اندازے کر لیے جائیں کہیں نہ کہیں کمی بیشی رہ جاتی ہے۔

مَیں ہمیشہ کھانا تقسیم کرنے کی ڈیوٹی دینے والوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کبھی اس قسم کی صورت حال کا سامنا ہو تو کبھی یہ نہ کہو، "کھانا ختم ہو گیا ہے۔" اس سے بڑی بے برکتی ہوتی ہے۔ مسیحِ موعودؑ کے لنگر میں کھانا ختم ہو جائے، اس سے زیادہ دکھ اور شرم کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ایسی صورت حال کی پیش بنی اور اندازہ کر کے فوراً اطلاع دے دی جائے۔ پکانے والی ٹیم لازمی طور پر کچھ نہ کچھ بندوبست کر لے گی۔ اس نیت سے انسان عاجزی اور توکل کے ساتھ خدمت کرتا چلا جائے تو اللہ تعالیٰ غیر معمولی تائید و نصرت کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ لنگر جلسہ کی ڈیوٹی کے دوران میں مجھے بارہا ایسے تجربات اور مشاہدات میں سے گزرنا پڑا۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت کا ایک واقعہ تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان کرتا ہوں۔

جلسہ کے ایام میں اللہ تعالیٰ کا بے پناہ احسان ہے کہ دورانِ ڈیوٹی ہمارے افسر لنگر ڈاکٹر صلاح الدین سمیت چند مرکزی خدمت گزاروں کو تقریباً صبح چھ بجے سے رات گیارہ بجے تک فرصت نہیں ملتی اور کبھی بھی جلسہ گاہ جا کر پروگرام سننے کا موقع نہیں ملتا۔ مَیں ازراہِ تفنّن کہا کرتا ہوں، جلسہ سننے کے لیے ہمیں کینیڈا جانا پڑتا ہے۔ مگر میری ہمیشہ سے کامیاب کوشش رہی ہے (سوائے ایک جلسہ کے جب انتظامیہ کی تبدیلی کی وجہ سے مجھ پر اتنا زیادہ دباؤ پڑ گیا کہ مَیں اس معمول کو برقرار نہ رکھ سکا) کہ جلسہ کے آخری حصہ میں امیر صاحب کا اختتامی خطاب جلسہ گاہ جا کر سنوں اور اجتماعی دعا میں شامل ہوں۔ اس اہتمام کے لیے دس گیارہ بجے تک تمام دیگیں تیار کرا کے ٹرانسپورٹ ٹیم کے سپرد کر کے، صفائی اور چولہوں کو اکھیڑنے کا کام متعلقہ ٹیموں کو دے کر، موٹل میں نہا دھو کر سوٹ ٹائی پہن کر جلسہ گاہ پہنچ جاتا ہوں۔

ہیر سبرگ ایکسپو سنٹر میں 2012 کے جلسہ میں بھی اسی معمول کے مطابق آخری دعا اور ظہر عصر کی نمازوں کے بعد دوست احباب سے ملتا رہا؛ کیونکہ جلسہ کے تمام ایّام میں صرف یہی موقع ہوتا ہے جب اعزہ و احباء سے سلام دعا ہو سکے۔ اس دوران میں کھانا کھلانے کی سروس بھی جاری تھی۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ لائن کافی لمبی لگی ہوئی ہے۔ کوئی تین چار سو افراد ابھی تک مسجد کے اندر ضیافت ہال کے دروازوں تک انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے کھانا کھلانے والی انتظامیہ سے پوچھا: "کیا وجہ ہے، دیر کیوں ہو رہی ہے؟" مجھے بتایا گیا کہ کھانا ختم ہو گیا ہے۔ جو تھوڑا بہت رہ گیا ہے اسے آہستہ آہستہ تقسیم کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں تسلی دی کہ فکر نہیں کریں۔ ابھی کھانا آ جاتا ہے۔ کٹوریوں میں سالن کی مقدار ذرا کم کر دیں اور انہیں اگلی میزوں پر رکھتے جائیں۔ اور تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد لائن کو روک کر وقفہ دیں۔

اب میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ معلوم کروں کہ کُکنگ ایریا میں کیا صورت حال ہے؛ کیونکہ میرے خیال میں ہم نے سب کھانا سرونگ ایریا میں بھجوا دیا تھا، پیچھے کچھ نہیں بچا تھا۔ اور چولہے بھی سمیٹ دیئے گئے تھے۔ اب کیا اتنی مختصر مدت میں دال یا کوئی اور چیز تیار کی جا سکتی یا نہیں، کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ صلاح الدین وغیرہ اور دوسرے کُکنگ ایریا کے رضاکاروں کو لازماً اس کی اطلاع ہو گی اور وہ حتی المقدور کوشش کر رہے ہوں گے۔

مدتوں پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک دعا یا وِرد ڈال دیا تھا اور دعوتوں کی سروس کے وقت مَیں تسبیح و تحمید، استغفار، لاحول اور درود شریف کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ دُہراتا رہتا:

"البرکت للہ۔ العزت للہ۔ الرزق للہ۔ الحمد للہ"

اس وقت بھی مَیں تقسیمِ ضیافت کے مقام پر جہاں ورکرز کٹوریوں میں سالن ڈال رہے تھے، مسلسل ٹہل رہا تھا اور انہی دعاؤں کا ورد کرتا جاتا اور دم کر کے ان بچی کھچی کٹوریوں کی طرف پھونکتا جاتا اور اپنے ربّ سے التجا کرتا جاتا کہ "میرے خدا! یہ تو تیرے بندے اور مسیحِ موعودؑ کے مہمان ہیں۔ یہ تو نہیں جانتے کہ کھانا پکانے، کھلانے اور کھانے میں کیا کیا غفلتیں ہوئی ہیں۔ مگر اس وقت کھانا ان کی ضرورت ہے۔ ان کی حاجت پوری کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔"

مَیں جب بھی خیال کرتا کہ پیچھے جا کر پتا کروں، کیا صورت حال ہے؛ جیسے کوئی میرا دل پکڑ کر کہہ رہا ہو:

"تم نے یہاں سے ہلنا نہیں۔ یہاں سے ہٹے تو کھانا ختم ہو جائے گا۔"

مَیں اسی طرح مسلسل ٹہلتا رہا اور بغیر کسی پر ظاہر کیے دعا کرتا اور دم کر کے پھونکتا رہا۔ ابھی چند آخری کٹوریاں رہ گئی تھیں جن کی طرف مہمان بڑھ رہے تھے کہ اچانک شور ہوا اور ٹرانسپورٹ کی وین آدھی دیگ سالن کی لے کر پہنچ

گئی۔ یہ وہ دیگ تھی جو رات بچ جانے کی وجہ سے فریزر میں رکھوادی گئی تھی کہ جلسہ کے بعد مسجد "بیت الرحمان" بھجوادی جائے گی۔ سرونگ ٹیم کے کارکنوں نے چند منٹوں میں کٹوریوں کی لائن میزوں پر سجادی۔ جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ یہ کھانا خاصی بڑی تعداد کے لیے بغیر کسی دشواری کے کافی ہو جائے گا تو مَیں بھاگم بھاگ کُکنگ ایریا پہنچا۔ اتنے میں اطلاع ملی کہ لجنہ کی طرف سے ایک چوتھائی دیگ جو وہاں کی ضرورت سے زائد تھی آرہی ہے۔ اُس وقت ہر طرف رخصت ہونے والے احباب کی ریل پیل تھی اور وین کے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ صلاح الدین نے مجھے کہا: "تم خود لے کر جاؤ۔" چنانچہ مَیں نے ایک خادم ڈرائیور کے ساتھ اسے "گوکارٹ" میں رکھا اور منہ سے ہارن بجاتے اور شور مچاتے، راستہ بناتے تقسیمِ ضیافت ہال میں پہنچ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہماری غفلتوں اور خطاؤں پر پردہ ڈالتے ہوئے اپنے فضل اور احسان سے تمام مہمانوں کو سیر کر دیا۔

زندگی کی سب سے لذیذ اور عزیز ضیافت

کبھی کبھی مَیں سوچتا ہوں کہ انسانی زندگی میں بہت سے معاملات اس طرح رونما ہوتے چلے جاتے ہیں جو انسان کی اپنی طلب، کاوش یا منصوبہ بندی کے مطابق نہیں ہوتے۔ اس کی کسی اکتسابی جدوجہد کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ ایک طرح سے حادثاتی اور وارداتی عمل دکھائی دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کسی ماورائی تصرف کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ایسے معاملات میں وہ انجانے میں ملوث ہوئے چلا جاتا ہے، کسی ان دیکھے بہاؤ میں بہے چلا جاتا ہے ——— کسی منزل، کسی مقصد، کسی ہدف کے بغیر ہی ——— اس کائنات کے لیے شاید یہی اس مالکِ کون و مکاں کا ارادہ و خاکہ ہے۔ شاید وہ اسی ادراک بالصراحت کا قیام چاہتا ہے کہ ہر شے کلیۃً اسی کے قبضۂ قدرت اور اختیار میں ہے۔ وہ جب چاہے، جدھر چاہے رخ موڑ دے۔ اس قادر کی حکمتیں اور مصالح ٹوٹے کام بنا دیں یا بنے بنائے توڑ دیں کوئی اس کے بھیدوں کو سمجھ نہیں سکتا۔

امریکہ کے نظامِ ضیافت میں شامل ہونا اور لنگر مسیح موعودؑ کی برکات و فیوض سے حصہ پانا میری کسی طلب، تمنا یا کوشش کا ثمر نہیں۔ میرے تو وہم و گمان کے کسی گوشے میں بھی نہیں تھا کہ مَیں کبھی اس سعادت سے بہرہ مند ہو سکوں گا۔ اور ان نعماء و انوار کا وارث بنوں گا جن کی بشارتیں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے اس مقدس ادارے سے وابستہ خداموں کو دی ہیں۔ مگر اب مَیں سوچتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر اس میدان میں لے آیا جس میں عاجزی و انکساری اور تواضع و بردباری کے کیسے کیسے گوہر پنہاں تھے۔ اور اس میں خود میری اپنی تربیت اور اصلاح کے کیسے کیسے راز مضمر تھے۔ اور آج جو مجھے اس کے فضلوں اور انعاموں کی سپاس گزاری اور تحدیثِ نعمت کے طور پر چند سطریں لکھنے کا موقع مل رہا ہے تو یہ بھی اس کے احسانوں سے مرصع تقدیر کا ہی حصہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک آخری واقعہ پیشِ خدمت ہے۔

2014 کے جلسہ کے اختتام پر شام کے وقت ہمیں مسجد "بیت الرحمان" ایک شادی میں شرکت کرنے کے لیے جانا تھا۔ اس میں شرکت کے لیے میرا بچپن کا نہایت عزیز بے تکلف دوست، ہم جماعت اور زندگی کے ہر دکھ سکھ میں شریک محسن ساتھی بھی کینیڈا سے اپنے بیٹے سمیت جلسہ پر آیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دینی و دنیاوی وجاہت و مرتبت کے ساتھ ساتھ بے پناہ عاجزی وانکساری سے نوازا ہے۔ اور خدمتِ دین کے بے شمار مواقع بھی عطا فرمائے ہیں۔ جلسہ کے اختتام پر ہی مجھے موقع مل پاتا تھا کہ دوست احباب سے ملاقات ہو سکے۔ چنانچہ آج بھی جلسہ کی اختتامی دعا سے فارغ ہو کر ہم دوسرے دوستوں کے ساتھ کھانے کے ہال کی طرف بڑھے، مگر جس طرف سے گزرتے کوئی عزیز، کوئی دوست، کوئی محبت کرنے والا مل جاتا ——— ان محبت کے رشتوں کے لیے ہی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کو قائم فرمایا تھا۔ جب سب احباب سے مل چکے تو مَیں نے اپنے عزیز دوست سے کہا: "چلو آؤ، اب کچھ کھا بھی لیں۔"

کھانے کی میزیں اُس وقت تک صاف ہو چکی تھیں۔ تقسیمِ ضیافت کے کارکنان چیزیں سمیٹ رہے تھے اور چند ایک حاضرین مقدس لنگر کے آخری نوالوں سے برکت حاصل کر رہے تھے۔ تھوڑی سی لائن چائے کے سٹال پر لگی ہوئی تھی۔ ہم تینوں نے چائے کا ایک ایک کپ لیا اور ایک میز پر بیٹھ گئے۔ ایک جگہ ایک پوری روٹی اور چند ایک آدھے آدھے ٹکڑے ملے۔ انہیں چائے میں ڈبو کر کھانا شروع کیا تو ایک کٹوری میں اچار کی چند ڈلیاں دکھائی دیں۔ اس سے زیادہ کس شے کی طلب اور تمنا ہو سکتی تھی کہ میز کے دوسرے کونے پر نظر پڑی تو ایک پلیٹ میں تھوڑے سے سالن کی مقدار تھی جو کسی نے آدھی کھا کر چھوڑ دی تھی اور ابھی صفائی کرنے والوں کی نذر نہیں ہوئی تھی۔ اس سے زیادہ نعمتِ غیر مترقّبہ اور کیا ہو سکتی تھی۔ ہم تینوں دیر تک بیٹھے باتیں کرتے اور زمین پر گرے

اور میزوں کے کونوں کھدروں پر پڑے روٹی کے ٹکڑے اکٹھا کرتے اور چائے میں ڈبوڈبو کر کھاتے رہے۔ اُس وقت میرا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے جس طرح لبریز تھا اسے بیان کرنے کی تاب نہیں۔ بار بار آقائے دوجہاں ﷺ کے طعامِ فتح(victory feast) کی یاد آرہی تھی جب شہنشاہِ دوعالم تاریخ انسانیت کی سب سے بڑی فتح کے بعد، جس نے عرب سے شرک جیسے گناہِ عظیم کا قلع قمع کر دیا اور توحید کے قیام کے لیے انسانوں کی کایاپلٹ دی، حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں سوکھی روٹی سرکے میں بھگو بھگو کر کھا رہے تھے اور حمد سے آپ کا رواں رواں سجدہ ریز تھا۔ آج میرا انگ انگ بھی خدا تعالیٰ کے حضور شکر سے لبریز تھا کہ مَیں نے اپنے سب سے زیادہ عزیز اور معزز دوست کی ضیافت مسیحِ موعودؑ کے مہمانوں کے چھوڑے ہوئے بچے کھچے ٹکڑوں اور جوٹھے کٹوروں میں موجود سالن سے کی۔

میرے دوست کا ناز و نعم میں پلا بڑھا میڈیکل کالج کا طالب علم بیٹا بھی اسی ذوق و شوق سے ہماری اس دعوت میں شامل تھا۔ ایک بار بھی اس نے شکایت کی نہ خواہش کی کہ یہاں کھانا نہیں ہے، کہیں باہر چل کر کھا لیتے ہیں۔ بلکہ بعد میں جب ہم "بیت الرحمان" میں ملے تو کہنے لگا:

"کھانے کا جو لطف آج آیا ہے وہ کبھی نہ بھولے گا۔"

اب دنیا کے کون سے پیمانے ان لذتوں اور برکتوں کا احاطہ کر سکتے ہیں جو مسیحِ پاکؑ کے دستر خوان کے پس خوردہ ٹکڑوں میں ہیں۔

یہ کوئی قصے کہانیوں کی باتیں نہیں۔ قیاسی افسانے یا خیال آرائیاں نہیں۔ پچھلے پچیس سال سے ہم لنگر میں کام کرنے والے تمام خدمت گزار اکثر ایک ہی پلیٹ میں کھا لیتے ہیں۔ ایک ہی گلاس میں پانی پی لیتے ہیں۔ سوائے کھانا پکاتے ہوئے چکھنے کی نیت سے مَیں نے شاید ہی کبھی تازہ سالن لیا ہو یا پوری نئی روٹی توڑ کر کھائی ہو۔ مَیں اس خوف سے کہ حضرت مسیحِ موعودؑ کو عطا کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس متبرک مائدے کی بے قدری نہ ہو، زمین پر گرے پڑے "ادھ پچدھ" روٹی کے ٹکڑے اور کسی کی چھوڑی ہوئی جوٹھی کٹوری سے پیٹ بھرنے میں ہی اپنا سب سے بڑا فخر اور اعزاز سمجھتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی شان ہے، آج تک ہم میں سے ایک بھی اس بنا پر بیمار نہیں ہوا، کوئی انفیکشن نہیں ہوئی، کوئی وائرس نہیں پھیلا ــــــ سبحان اللہ! یہ حضرت اقدسؑ کو عطا کی ہوئی قوتِ قدسیہ اور شانِ مسیحائی کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے۔

کارواں کامران است

آج سے ربع صدی قبل خدا تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں کی بے مایہ کاوشوں کو قبولیت عطا فرما کر امریکہ کے گلستانِ احمدیت میں آقائے پاک سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم فرمودہ درخشاں ادارے "لنگر مسیحِ موعودؑ" کا بیج بویا اور اپنے کمزور و ناتواں بندوں کو توفیق دی کہ وہ اپنا تن من دھن نچھاور کر کے اور خون پسینہ ایک کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اسے ایک مضبوط درخت میں ڈھلتے ہوئے دیکھیں۔ آج جب اس نے ان کی عاجزانہ محنتوں کا پھل ایک مضبوط و توانا سدا بہار شجرِ تناور کی صورت میں عطا کیا تو وہ سب بھول گئے کہ اس کٹھن سفر میں انہیں کتنی مہیب گھاٹیوں کی دشت سیاحی کرنی پڑی، کیسی کیسی چلچلاتی دھوپوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ کن کن آگوں میں جل کر کندن ہوئے۔ اس رستے میں انہیں کتنے کانٹے چبھے، کیسے کیسے گھاؤ لگے اور کن کن زخموں پر نمک پاشی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے مسیحِ پاکؑ کے ذریعے جس پودے کی آبیاری کی اسے تو پھولنا پھلنا ہی ہے۔ عشق و وفا کے جن کھیتوں کو خون سے سینچا گیا انہیں تو پنپنا ہی پنپنا ہے۔ آپؑ نے جس کارواں کی باگ ڈور سنبھالی اسے تو آگے بڑھنا ہی بڑھنا ہے۔ یہ ہمارا سرمایۂ شکر و افتخار ہے اگر وہ اس وجودِ پاک علیہ السلام کے ساتھ ہماری عاجزانہ راہیں اور کاوشیں بھی قبول فرما لے۔ اور اطاعت و فرماں برداری کی وہ دیوانگی عطا فرمائے جس پر فرزانے بھی رشک کر اٹھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ع

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

یہ سوچ کر شکر اور حمد سے لبریز دل اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے کہ اس کا فضل و کرم ہو تو دو دیوانوں کے خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہو سکتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارا جلسہ سالانہ

امتہ الباری ناصر

مہماں مسیح کے ہیں خدا کے حبیب ہیں
مہمان میزبان سبھی خوش نصیب ہیں

اک عالم سرور میں کٹتے ہیں رات دن
دنیا سے دُور ہٹ کے خدا کے قریب ہیں

ہونٹوں پہ مسکراہٹیں بازو کھلے ہوئے
چاہت چھلک رہی ہے ادائیں عجیب ہیں

سایہ فگن ہے ذکرِ الٰہی کا رنگ و نور
جادو بیان سارے مقرر خطیب ہیں

پہلو سے کھینچ لیتے ہیں دل سامعین کا
نغمہ سرا یہ خوش گلو جو عندلیب ہیں

سب سچے احمدی ہیں خدا کے حصار میں
آفات گو شدید ہیں بے حد مہیب ہیں

آقا کی اک جھلک سے ہوا جشن کا سماں
دُنیا کے سارے درددوں دُکھوں کے طبیب ہیں

'دل دے کہ ہم نے اُن کی محبت کو پالیا'
دل کے معاملات عجیب و غریب ہیں

ہمارا جلسہ سالانہ: دینی معلومات، قربِ الٰہی اور برکتوں کے حصول کے دن

امام سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ شکاگو امریکہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپؑ نے جماعت احمدیہ کے افراد کے روحانی، علمی اور قربِ خداوندی کے حصول کے لئے بہت سارے امور بیان فرمائے ہیں جن میں سے اس وقت صرف ایک کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ ہے "جلسہ سالانہ"

جلسہ سالانہ کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان دارالامان کی بستی میں صرف 75 افراد سے فرمایا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس شجرِ طیبہ کی شاخیں اس قدر پھیل چکی ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے اور جس کی جڑیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قدر مضبوط ہو رہی ہیں کہ جماعت کے افراد کے دلوں میں جلسہ سالانہ کی اس قدر تڑپ ہوتی ہے کہ اگر وہ اس میں شامل نہ ہوں تو ایسا محسوس کرتے ہیں انہوں نے کوئی بہت بڑی چیز مِس کر دی ہے یا کھو دی ہے۔

جلسہ سالانہ کا آغاز فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لیے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت فرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔"

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں:

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لیے اور دعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں۔ اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لیے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لیے بدرگاہ حضرت عزت جلّشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقّت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا اور بہتر ہو گا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 202-203 شائع شدہ 1886ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ جلسے بھی ایک خاص مقصد لئے ہوئے ہوتے ہیں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور اشتہارات میں ذکر فرمایا ہے اور وہ باتیں یا مقاصد جن کے لیے آپؑ نے جلسے کا اہتمام فرمایا ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ خدا تعالیٰ کی معرفت محض اس کے فضل سے بڑھے اور بڑھانے کی توفیق ملے۔ تیسرے یہ کہ آپس میں محبت، پیار، اخوت اور بھائی چارہ بڑھے اور چوتھے یہ کہ تبلیغی سرگرمیوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ پس آپ میں سے ہر ایک ان مقاصد کو سامنے رکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل جو روحانی ماحول میسر آیا ہے اور اس ماحول کو پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ یہاں کے پروگرام ایسے بنائے جاتے ہیں کہ ماحول پیدا ہو۔ پروگراموں میں عبادات کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔ فرض نمازوں کے ساتھ تہجد کا بھی انتظام ہے تاکہ وہ جن کے لئے انفرادی طور پر

تہجد پڑھنا مشکل ہے، اٹھنا مشکل ہے، اجتماعی تہجد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان تین دنوں میں اس میں شامل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے عین ممکن ہے کہ وہ ان دنوں میں سنجیدگی سے دعائیں کریں تو بہت سوں کو پھر تہجد مستقل پڑھنے کی عادت بھی پڑ جائے۔ نوافل کی طرف توجہ پیدا ہو۔ ذکر الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ کیونکہ ایک احمدی سے اس ماحول میں جو جلسے کا ماحول ہے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان دنوں میں جہاں وہ دینی باتیں سن کر دینی علم بہتر کرنے کی کوشش کرے، اپنی دینی اور روحانی حالت کو سنوارتے ہوئے خدا تعالیٰ کی معرفت میں بڑھنے کی کوشش کرے۔ اور خدا تعالیٰ کی معرفت میں بڑھنے کے لیے عبادات اور ذکر الٰہی بہت اہم ہیں۔ جب یہ ایک کوشش سے کی جائے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے معرفت الٰہی میں ترقی کا باعث ہوتی ہے۔ پس یہ معرفت الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے آپس میں محبت و پیار کی فضا بھی پیدا کرتی ہے۔ اس طرف توجہ دلاتی ہے اور ایک تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے اور انسانیت کو اس سے فیضیاب کرنے کے لیے دعاؤں کی طرف بھی مائل کرتی ہے۔ یہ سب کچھ بیشک خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے لیکن اس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں کوشش کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔"

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 371)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جب ہم یہاں اپنے دنیاوی دھندے چھوڑ کر جمع ہوتے ہیں، کاروباروں کو چھوڑ کر جمع ہوتے ہیں، ملازمتوں سے رخصتیں لے کر جمع ہوتے ہیں تو پھر خالص ہو کر اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے بن جائیں ورنہ ہمارا اس جلسے میں آنا محض دنیاوی اغراض کے لئے ہو گا اور اس بات سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سخت کراہت فرمائی ہے اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔"

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 372)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جلسہ کے جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے ہیں اور جن کی تشریح حضور انور نے بیان فرمائی وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ ہر ایک لفظ ہمیں پکار پکار کر یہ دعوت دے رہا ہے کہ ہمیں ان جلسوں کو معمولی نہ سمجھنا چاہیے۔ ہمیں اس میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے اور پورا وقت جلسہ میں بیٹھ کر تقاریر سننی چاہئیں۔ یہ میلہ نہیں ہے نہ ہی یہاں پر کوئی دنیاوی غرض کے لئے یہ جلسہ کیا گیا ہے۔ بلکہ نمازیں، نماز تہجد، ذکر الٰہی، توبہ اور استغفار اور اپنے بھائیوں کے میل ملاپ کے لئے یہ دن ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان جلسوں میں شمولیت کے لیے یہاں تک تاکید فرمادی کہ فرمایا:

"اور کم مقدرت احباب کے لیے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقّت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا، گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا اور بہتر ہو گا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص سے اطلاع دیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

گویا آپ علیہ السلام نے کسی کے لئے یہ گنجائش نہیں چھوڑی کہ وہ یہ عذر کر سکے کہ میں غریب آدمی ہوں، سرمایہ سفر خرچ میرے پاس نہیں ہے اس کا بھی آپ نے علاج بتا دیا کہ جلسہ کی تاریخوں کا تو ہمیں بہت پہلے علم ہو جاتا ہے اس لئے ہر روز یا ماہ بماہ قناعت شعاری کر کے جلسہ کے سفر کے لئے خرچ بچالیں۔ یہ بات بتانے کا مقصد جلسہ میں شمولیت کو ضروری قرار دینے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

مغربی ممالک امریکہ اور کینیڈا کے دور دراز سفر اور ہوائی جہاز کے سفروں کے زیادہ اخراجات کے یقیناً بہت سارے لوگ متحمل نہیں ہو سکتے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر بھی جماعت کی اکثریت ایسی ہے کہ ان سب موانع کے باوجود وہ دقّت اور مشقت اٹھا کر جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو جلسہ میں شامل ہونے کا چسکا پڑ گیا ہے وہ تو کسی صورت میں بھی جلسہ میں غیر حاضری کو پسند نہیں کرتے۔ اور پھر ایسے احباب کے لیے خدا تعالیٰ غیب سے سامان بھی مہیا فرما دیتا ہے۔ کیونکہ وہ نعم المولیٰ و نعم النصیر ہے۔

ہمارے جلسہ میں کیا ہوتا ہے۔ مختصراً دُہرا رہا ہوں کہ وہی کچھ جس کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریر اور اعلان میں ذکر فرمایا یعنی:

علماء کی روحانی تقاریر جن سے انسان کا ایمان باللہ مضبوط ہوتا ہے۔ جن سے ایک انسان خدا تعالیٰ سے محبت کرنے لگ جائے، آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو اسوہ بنانے کا عزم کرنے لگ پڑے۔ قرآن کریم کو اپنے لئے حرز جان بنانے کا عزم لے کر اٹھے۔ نماز تہجد، نماز باجماعت، نوافل، درسوں

میں شرکت، اپنے بھائیوں سے میل ملاپ کر کے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا مصداق بن جاتا ہے اور جن کا ذکر ملائکہ خدا کے حضور کرتے ہیں کہ ہم نے ایک ایسی قوم دیکھی جو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن کریم اور محبت الٰہی کے تذکرے کر رہی تھی۔ اور خدا سے اس کی جنت اور مغفرت مانگ رہی تھی۔ عذاب جہنم سے پناہ مانگ رہی تھی۔ الخ

جلسہ میں شمولیت سے انسان نظام جماعت اور نظام خلافت سے پہلے سے کہیں زیادہ پختہ تعلق قائم کرتا ہے۔ پس یہ یقیناً برکتوں کے حصول کے دن ہیں۔ یہ دن یقیناً خدا کی محبت اور انسانیت کے ساتھ حسن سلوک کے دن ہیں۔ کیونکہ اپنے بھائی کو بِوَجۂٖ طَلِیْق ملنا اور ہر طرف سلامتی کے تحفے دینا اور لینا اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔

ان ایام میں جب غیر ہمارے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں تو وہ بھی اثر لیے بغیر نہیں رہ سکتے، اس وقت کارکنانِ جلسہ کے اخلاق سے ان پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔

کارکنان کے لئے نصائح

خواہ کارکنان کو کتنی ہی مصروفیت کیوں نہ ہو، ان کو بھی جلسہ کے اغراض و مقاصد سامنے رکھنے ہوتے ہیں اور اپنی مصروفیات کے باوجود انہیں بھی ان احکامات کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے گویا وہ بھی جلسہ کا اسی طرح حصہ ہیں جس طرح باقی احباب، چنانچہ ایک موقع پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کارکنان کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”کارکنان ہیں تو وہ بھی چلتے پھرتے، کام کرتے، ذکر الٰہی اور استغفار کرتے رہیں اور اس بات پر خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے جن سے حسن سلوک اور حسن خُلق سے پیش آنا ان کا فرض ہے۔۔۔“ فرمایا:

”کارکنوں کے لیے دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ وہ روحانی ماحول بھی انہیں میسر ہے جو اپنے نفسوں کو پاک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔“

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 378)

پس احباب جماعت، دوستوں اور ہماری بہنوں اور بچوں کو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا عزم کرنا چاہیے اور جس طرح حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے نصیحت فرمائی ہے اس کے مطابق جلسہ کی تیاری اور اس میں شمولیت کی فکر کرنی چاہیے اور جب آپ جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں تو پھر خود بھی اور آپ کے بچے بھی پورے احترام اور وقار کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سنیں۔ جلسہ کی کارروائی کو پورے اہتمام، خاموشی کے ساتھ سننے سے ہی برکتوں کا حصول ہو گا۔ اس لئے والدین خصوصاً اس بات کا اہتمام فرمائیں کہ اگر ان کے ساتھ چھوٹے بچے ہیں تو دیکھ لیں کہ بچے شور تو نہیں ڈال رہے نمازوں کا اہتمام کر رہے ہیں یا نہیں، تقاریر سن رہے ہیں یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا مستحق بنائے۔ آپ علیہ السلام نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے یہ دعا بھی فرمائی۔

”بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء! اے رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔“

(الفضل انٹرنیشنل لندن 17 تا 23 اگست 2007 صفحہ 5-8)

قرآں خدا نما ہے، خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

جماعت احمدیہ امریکہ کی 33ویں مجلس مشاورت

سید شمشاد احمد ناصر مبلغ شکاگو امریکہ

جماعت احمدیہ امریکہ کی 33ویں مجلس مشاورت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 22، 23 اور 24 اپریل 2016 (جمعہ، ہفتہ، اتوار) بیت الرحمان میری لینڈ جو کہ جماعت احمدیہ کا ہیڈ کوارٹر ہے منعقد ہوئی۔ الحمد للہ

نماز جمعہ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج امریکہ نے مسجد بیت الرحمان میں پڑھائی اور آیت شوریٰ کی مختصر تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے نمونوں کو بیان کیا۔

شوریٰ کا باقاعدہ اجلاس 3 بجے مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم سلمان طارق صاحب مربی سلسلہ سینٹ لوئس نے کی اور آیات کا ترجمہ بھی پیش کیا۔ مکرم و محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں ان آیات (سورۃ النساء اور سورۃ الشوریٰ کی آیات) کی مختصراً تشریح بھی کی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر راہنمائی اور گائڈنس قرآن کریم سے اور آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ملی۔ اور اس زمانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اسوہ رسولؐ کی اقتداء میں ہمیں گائڈنس اور راہنمائی دے رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

اپنے اس مختصر خطاب کے بعد آپ نے دعا کرائی اور پھر اس کے بعد مکرم و محترم مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج کو دعوت دی کہ وہ جماعت احمدیہ امریکہ کی نیشنل عاملہ کے الیکشن کرائیں۔

چنانچہ مکرم مولانا صاحب کی صدارت میں انتخاب نیشنل عاملہ کی کارروائی ہوئی انہوں نے اپنے ریمارکس میں تقویٰ سے کام لینے کی نصیحت کی۔ قریباً ساڑھے 5 بجے گھنٹے میں انتخاب کی کارروائی مکمل ہوئی۔ اس کے بعد شوریٰ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ جس میں سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔

اگلے روز سب کمیٹیوں کے اجلاسات اپنے وقت پر شروع ہوئے اور دوپہر کو نمازوں کی ادائیگی کے بعد پھر شوریٰ کی بقیہ کارروائی کا آغاز مکرم و محترم امیر صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت ہمارے مربی جو حال ہی میں سپین سے تشریف لائے تھے مکرم ملک طارق محمود صاحب نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ تلاوت کے فوراً بعد مکرم عامر سفیر صاحب جو ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر ہیں اور لندن سے حضور انور کی ہدایت پر امریکہ کے مختلف شہروں اور جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں نے ریویو آف ریلجنز کے بارے میں مفید معلومات بہم پہنچائیں۔ انہوں نے حضور انور کی ہدایت اور اس عزم کے ساتھ اپنی تقریر کا آغاز کیا، "تم دنیا کو فتح کر سکتے ہو"۔ محترم عامر سفیر صاحب نے ریویو کے بارے میں حضور انور کی ذاتی دلچسپی اور ہدایات کو بذریعہ سلائیڈز، احباب کو مفید اور ایمان افروز معلومات بہم پہنچائیں۔

اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا اور شوریٰ میں "تبلیغ سب کمیٹی" کی رپورٹ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب جو کہ اس کمیٹی کے چیئرمین تھے نے پیش کی۔

تبلیغ سب کمیٹی

اس کمیٹی کے سامنے شوریٰ کی تجویز یہ تھی کہ ہماری تبلیغ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک میں بہت چرچا ہوا ہے خصوصاً مسلم فار لائف، مسلم فار Peace وغیرہ کے ذریعہ۔ وہ کون سے شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم منصوبے ہوں جن کے ذریعہ لوگ احمدیت میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔ اس تجویز کی منظوری پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ

"تجویز یہ ہوگی کہ اس کے لئے شارٹ ٹرم منصوبہ بندی کے ساتھ لانگ ٹرم منصوبہ کی پلاننگ شوریٰ کرے۔"

چنانچہ سب کمیٹی نے جو اپنی سفارشات پیش کیں اس پر شوریٰ کے ممبران نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اور یہ تجاویز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوانے کے بارے میں اتفاق رائے سے منظور کیں۔ اس کمیٹی کے کل 29 ممبران تھے اور اس کے چیئرمین مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب اور سیکرٹری مکرم حسن حکیم صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ تھے۔ اس کمیٹی کے ممبران میں محترم امیر صاحب نے مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر اور مبلغ سلسلہ مکرم مولانا اعظم اکرم صاحب کو بھی شامل فرمایا۔

تربیت سب کمیٹی

دوسری سب کمیٹی تربیت کی تھی، جس کے چیئرمین مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نائب امیر امریکہ تھے اور سیکرٹری مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت۔

اس کمیٹی کے سامنے یہ تجویز تھی کہ مجلس شوریٰ میں بار بار عائلی جھگڑوں کے بارے میں تجویز آئی ہے اور جبکہ بار بار جماعت ان امور کی طرف توجہ بھی دلا رہی ہے۔ اس لئے سب کمیٹی اس بات پر غور کرے کہ کس طرح شادی بیاہ کے معاملات میں اسلامی روایات اور "برداشت" کے پہلو کو غالب رکھے اور پروگرام بنائے۔ چنانچہ سب کمیٹی نے اس بارے میں رپورٹ پیش کی جو مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ ان میں عائلی جھگڑوں کی 5 وجوہات اور ان وجوہات کو ختم کرنے کے لئے مزید 5 سفارشات شوریٰ کے سامنے پیش کیں۔ جو شوریٰ کے سب ممبران نے منظور کرتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں بھجوانے کے لئے تائید کی۔ اس سب کمیٹی میں محترم امیر صاحب نے مکرم حماد احمد صاحب مشنری اور مکرم سلمان طارق صاحب مشنری کو شامل فرمایا۔ اس سب کمیٹی کے کل 28 ممبران تھے۔

سب کمیٹی تربیت نے چند وجوہات یہ بیان کیں کہ والدین بعض اوقات بلاوجہ بچوں کی عائلی زندگی میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ سب کمیٹی نے یہ بھی تجویز دی کہ اسلام نے عاجزی انکساری، قوت برداشت، دعا اور نمازیں نیز صبر کرنے کی بھی تلقین کی ہے جس کا فقدان بعض اوقات ایسے معاملات میں نظر آتا ہے۔ شادی بیاہ سے پہلے ہر دو کے ساتھ کونسلنگ کرنی بھی ضروری ہے۔

جنرل سب کمیٹی

جنرل سب کمیٹی کے چیئرمین مکرم ملک وسیم احمد صاحب نائب امیر ،اور سیکرٹری مکرم امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ تھے۔

اس سب کمیٹی کے سامنے تجویز یہ تھی کہ اس وقت یہاں کے معاشرے اور سوسائٹی میں شراب نوشی، ڈرگز کا استعمال اور نشہ آور چیزوں کا استعمال کثرت سے ہو رہا ہے۔ شوریٰ یہ غور کرے کہ ہم اپنے بچوں کو کس طرح ان ممنوعات سے بچا سکتے ہیں اور انہیں باور کرا سکتے ہیں کہ اسلام نے کس طرح ان چیزوں سے پرہیز کرنے اور اجتناب کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس سب کمیٹی کے کل 26 ممبران تھے۔

مکرم امجد محمود خان صاحب سیکرٹری سب کمیٹی نے شوریٰ کے ممبران کے سامنے 14 امور پر مشتمل سفارشات پڑھ کر سنائیں اور پھر اس پر مختلف احباب نے اپنا اظہار خیال کیا۔ آخر میں متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ ان سفارشات کو حضور انور کی خدمت میں بغرض منظوری بھجوایا جائے۔

اس میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ والدین سے کہا گیا تھا کہ وہ بھی اپنے بچوں کو ان زہر آلود چیزوں کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں۔ مربیان کرام اور صدران جماعت اپنے خطبات جمعہ میں بھی ان امور کے بارے میں اسلامی تعلیمات بیان کریں، اور اس سلسلہ میں یہ بھی سفارشات تھیں کہ بار بار نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی جائے کیونکہ نماز سے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بھی یہی تعلیم ہے کہ نماز برائیوں، فحشاء اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے روکتی ہے۔ اس سب کمیٹی میں مکرم مشنری مبشر احمد صاحب اور مکرم سلمان شیخ صاحب مربی سلسلہ شامل ہوئے۔

شوریٰ تیسرا دن اور آخری اجلاس

مورخہ 24 اپریل بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے آخری اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم محترم امیر صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولانا ظفر احمد صاحب سرور نے کی۔ اس کے بعد سب کمیٹیوں کی بقیہ کارروائی کا آغاز ہوا۔

سب کمیٹی رشتہ ناطہ

اس سب کمیٹی کے چیئرمین مکرم ملک مسعود احمد صاحب نائب امیر امریکہ اور سیکرٹری ڈاکٹر فاروق پیڈر، نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے۔ اس کمیٹی میں محترم امیر صاحب نے مکرم ظفر اللہ ہنجرا صاحب اور مکرم حامد ناصر ملک صاحب مربیان کو شامل فرمایا۔ اس کمیٹی کے کل ممبران 25 تھے۔

اس سب کمیٹی کے سامنے یہ تجویز تھی کہ اگرچہ شعبہ رشتہ ناطہ کے ذریعہ بہت ساری کوشش اور جدوجہد کی جا رہی ہے مگر کامیابی کی رفتار ابھی بہت

سست ہے، اس لئے سب کمیٹی اس بات پر غور کرے کہ وہ کون سے ذرائع استعمال ہوسکتے ہیں کہ جن کے ذریعہ یہ شعبہ مزید فعال ہو جائے۔

سب کمیٹی کے سیکرٹری مکرم ڈاکٹر فاروق پیڈر صاحب نے سب کمیٹی کی سفارشات پیش کیں جن پر احباب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر خاص طور پر عمل کیا جائے جس میں تقویٰ کی تعلیم دی گئی ہے۔ مربیان اور صدران جماعت جماعت کے لوگوں میں بار بار رشتہ ناطہ کے مسائل کا شعور پیدا کریں اور ترجیحات میں تقویٰ اور دین کو شامل کریں۔ بچوں کو چھوٹی عمر میں شادی اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائیں۔ ورکشاپ منعقد کریں۔

سب کمیٹی فنانس

سب کمیٹی فنانس کے چیئر مین مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ تھے اور اس کے سیکرٹری مکرم مرزا نصیر احسان احمد صاحب نیشنل فنانس سیکرٹری۔ اس سب کمیٹی میں دو مربیان خاکسار سید شمشاد احمد ناصر شکاگو اور مکرم یحییٰ لقمان صاحب آف ڈیٹن تھے۔

مکرم چیئر مین نسیم رحمت اللہ صاحب نے اپنے افتتاحی ریمارکس میں بجٹ کے بارے میں تبایا اور پھر مکرم مرزا احسان احمد صاحب نے بجٹ بنانے کے طریق پر روشنی ڈالی اور سب کمیٹی کے سب ممبران نے بجٹ کی ساری شقوں پر غور و خوض اور بحث کی جن کے جواب مکرم نیشنل فنانس سیکرٹری صاحب نے دیئے۔ اس کے بعد مکرم سیکرٹری سب کمیٹی فنانس نے شوریٰ کے سامنے بجٹ کو منظوری کے لیے پیش کیا اور سب کمیٹی کی سفارشات بھی جس پر دوستوں نے باری باری اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور ان کے سوالات کے جواب بھی انہوں نے دیئے۔ سب نے سب کمیٹی کی سفارشات پر بجٹ پاس کیا جسے حضور انور کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوایا جائے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کی 33ویں مجلس مشاورت کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

انتظامات

مکرم ڈاکٹر ظہیر احمد صاحب باجوہ واقف زندگی نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ جو کہ سیکرٹری مشاورت تھے نے اس شوریٰ کے تمام انتظامات اپنی ٹیم کے ساتھ کئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

کھانے کا انتظام مکرم چوہدری امجد صاحب نیشنل سیکرٹری ضیافت نے اپنی ٹیم کے ساتھ کیا۔ جنہوں نے سب مہمانوں کے لئے ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور شام کے کھانے کے لئے بہت اہتمام کیا اور ہر ضرورت کو مد نظر رکھ کر بہترین انتظامات کیے۔

شوریٰ کے دوسرے دن نمائندگان شوریٰ اور مکرم محترم ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز جو حضور انور کے نمائندہ کے طور پر تھے اور ان کی ٹیم کے اعزاز میں خاص عشائیہ دیا گیا جس کا اہتمام مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

رہائش

بیت الرحمٰن میں اکثر مہمانوں کی رہائش تھی۔ اسی طرح جماعت کے گیسٹ ہاؤس میں اور پھر نزدیکی گھروں میں مہمان ٹھہرائے گئے تھے۔

امریکہ کی کل 72 جماعتوں سے 256 نمائندگان شامل ہوئے۔ اس میں لوکل جماعتوں کے 180 نمائندگان، لجنہ اماء اللہ کے 10 نمائندگان 8 جماعتی سرکردہ احباب کو شوریٰ کی خاص دعوت محترم امیر صاحب کی طرف سے دی گئی تھی۔ نیشنل عاملہ کے کل 35 ممبران اور مربیان کرام 19 اور انصار و خدام کے 4 نمائندگان تھے۔

سب کمیٹیوں کے ریمارکس کے بعد محترم امیر صاحب نے مختصراً اختتامی خطاب فرمایا جس میں احباب جماعت کو جماعتی روایات اختیار کرنے، ایک دوسرے کے ساتھ عزت واحترام اور محبت سے پیش آنے اور پیار و محبت کی فضا کو ہمیشہ قائم رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اسلامی اقدار کی حفاظت کی توفیق دے اور خلافت احمدیہ کے منشاء کے مطابق اپنے امور سرانجام دینے کی توفیق دے۔ آمین ۔ سب نمائندگان شوریٰ کے ساتھ تصاویر بھی ہوئیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ